ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

نگران اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

ع ۲۳
ص ۱۸۱

۱۸/۳/۷۵

قائد جمعیت نے فرمایا:

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے تمام اراکین و وابستگان نظام شریعت کنونشن گوجرانوالہ کی کامیابی کے لیے شب و روز کوشش کریں تاکہ یہ عظیم کنونشن پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بنیاد اور آمریت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو

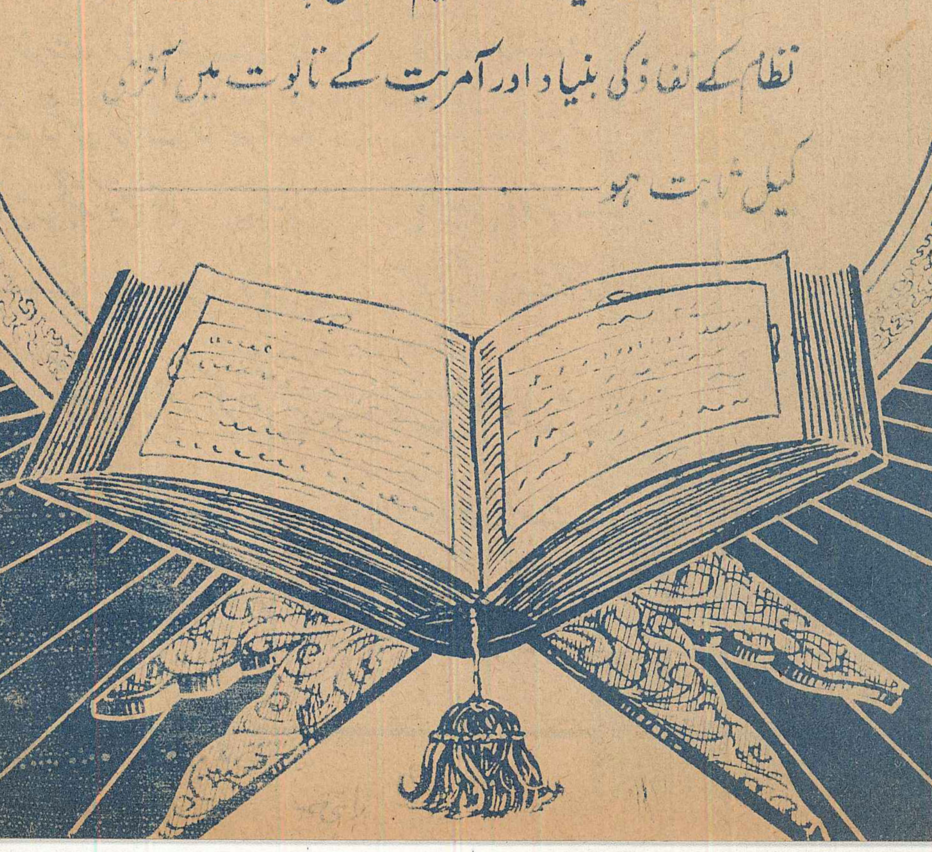

امام انقلاب

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے یوم وصال پر۔ ارتجالاً۔

رحمتِ یزداں ہو تجھ پر بے شمار و بے حساب
اے عبید اللہ سندھیؒ اے امام انقلاب

شاطرِ افرنگ کو تو نے کیا زار و زبوں
گو فرنگی منیچے کھاتے رہے ہیں پیچ و تاب

کشتِ آزادی کو سینچا تو نے اپنے خون سے
تجھ سے روشن ہے کتابِ حریت کا باب باب

کر دیا تھا دردِ ملت نے تجھے سیماب پا
سینہ پر نور تیرا تھا معارف کی کتاب

وہ جلاوطنی تری ، وہ آبلہ پائی تری
تو ہمیشہ قوم کی خاطر رہا پا در رکاب

تو یقیناً شارحِ فکرِ ولی اللہؒ تھا
فکر سے تیرے زمانہ ہو رہا ہے فیض یاب

تجھ کو محمود الحسنؒ کا معتمد کہنا بجا
تجھ پہ جچتا ہے فقط شہبازِ سیاست کا خطاب

تو یقیناً تھا فدائے سنتِ خیر البشر
تیری سیاست کا مآخذ تھی فقط اُمّ الکتاب

سامراجی آج بھی لرزاں ہیں تیرے نام سے
تیری عظمت لاکلام و تیری جرأت لاجواب

اے رفیقِ حضرتِ مدنیؒ و حضرت بوالکلام
تو نے الٹا ہے فرنگیت کے چہرے سے نقاب

ملتِ بیضا کے دشمن خائب خاسر ہوئے
اپنے مقصد میں ہوا تو کامران و کامیاب

کوستے رہتے ہیں تجھ کو جو غلام ابنِ غلام
بالیقین وہ کر رہے ہیں آخرت اپنی خراب

تجھ کو قدرت نے کیا ہے سرفراز و سربلند
کوئی گہنائے گا کیا عظمت کا تیری آفتاب؟

کیوں نہ ہو اکرام تیرے مدح خوانوں میں بھلا!
خدمتِ اسلام میں گذرا ترا عہدِ شباب!

اکرام القادری

اداریہ

اکرام القادری

"اسلامی جمہوریہ بنگلہ دیش"

ہفتہ رواں کا اہم ترین اور سب سے بڑا واقعہ بنگلہ دیش میں انقلاب ہے۔ جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش کے صدر شیخ مجیب الرحمن اپنے تمام افرادِ خاندان سمیت قتل کر دیئے گئے۔

ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والا یہ اچانک انقلاب بنگلہ دیش کے موجودہ صدر جناب مشتاق احمد کھنڈکر کی "کوششوں کا رہین منت" ہے۔ مشتاق احمد کھنڈکر نے بنگلہ دیش مسلح افواج کی حمایت و مدد سے یہ انقلاب برپا کیا ہے۔

اس وقت تک بیرونی دنیا سے آنے والی اخباری اور ریڈیائی اطلاعات کے مطابق جو کچھ سامنے آیا ہے وہ اعتماد و وثوق کی میزان پر پورا اترنے کے قابل نہیں۔ ہمارے لیے مشتبہ اور مجروح خبروں کے ذریعہ مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا اندازہ لگانا خاصہ مشکل ہے۔ بیرونی دنیا کو جو کچھ معلوم ہو رہا ہے وہ یا تو بنگلہ دیش کی آہنی دیواروں سے چھن چھن اور رس رس کر تہ دار ہو رہا ہے یا قیاس و اٹکل کی تخلیق ہے۔

ابتداً خبر آئی تھی کہ مجیب حکومت کے وزیر اعظم منصور علی بھی قتل کر دیئے گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ زندہ ہیں اور انہوں نے بہ نفس نفیس انقلابی حکومت کے سربراہ مشتاق احمد کھنڈکر سے ملاقات کی ہے۔ پہلے مشہور تھا کہ شیخ مجیب کے خاندان کا بچہ بچہ ملیامیٹ کر دیا گیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ایک سخت جان شیر خوار بچے نے ابھی جان نہیں ہاری ممکن ہے یہ "بدنصیب یا خوش نصیب" بچہ حکومت انڈیا اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا پیغام تعزیت وصول کرنے کے لیے بچ بچا گیا ہو۔ پورے خاندان سمیت شیخ مجیب الرحمن کی ہلاکت اور مجیب حکومت کے ہمیشہ ہمیشہ کے خاتمہ پر پاکستان نے جس قسم کے خوشگوار ردعمل کا اظہار کیا ہے وہ ڈھکا چھپا نہیں۔

اسلامیان پاکستان کو سب سے زیادہ خوشی جس بات سے ہوئی ہے وہ بنگلہ دیش حکومت کا نام تبدیل کرنے کی ہے۔ پہلے بنگلہ دیش عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش کے نام سے موسوم تھا۔ اب اس کا نام "اسلامیہ جمہوریہ بنگلہ دیش" رکھا گیا ہے۔ موجودہ انقلابی حکومت کا یہ اقدام یقیناً مستحسن اور قابل تعریف ہے جسے نا سراہنا ناانصافی ہی نہیں اسلامیت کے بھی خلاف ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک صرف کسی شئے یا مملکت کا نام تبدیل کر دینا اس وقت تک مؤثر، مفید اور دور رس نتائج کا حامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے عملی تقاضے پورے نہ کیے جائیں نام کی تبدیلی اپنی جگہ بہت اہم صحیح۔ مگر محض نام تبدیل کر دینے سے بات نہیں بنتی جب تک نظام تبدیل نہ کیا جائے۔ بنگلہ دیش کے صدر اگر واقعی ملک میں بالفعل اسلامی نظام کے نفاذ کا ارادہ رکھتے ہیں تو وہ یقیناً صد ہزار مبارک باد کے مستحق ہیں اور اگر ان کا مقصد محض بنگلہ دیش کو اسلامی جمہوریہ بنگلہ دیش قرار دینے سے محض بنگلہ دیشی مسلمان عوام اور دیگر مسلم ممالک خصوصاً عرب ممالک کی ہمدردیاں حاصل کرنا ہے تو ہم اسے ایک سیاسی چال سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس سے بڑا گھناؤنا جرم کوئی نہیں ہو سکتا کہ سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے اسلام کی مظلومیت سے فائدہ اٹھایا جائے —— ہماری دانست میں محض دعویٰ، محض نعرہ، اور محض نام کی تبدیلی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اصل چیز وہ عمل ہے جو دعوے کی ترازو میں ڈنڈی مارنے کا محتاج نہ ہو۔ کہنے کو تو پاکستان کا نام بھی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان ہے۔ بلکہ پاکستان کا موجودہ دستور تو پہلے تمام دساتیر سے زیادہ اپنے اندر اسلام رکھتا ہے۔ لیکن کیا محض دستوری دستاویز اور نام کی خوشگوار تبدیلی نے ملک میں اسلامی نظام برپا کر دیا؟ کیا حکومتی سطح پر اس سلسلے میں کوئی مثبت قدم اٹھایا گیا؟ ہم بلاخوف تردید کہتے ہیں کہ جب تک جذبہ محرکہ موجود نہ ہو اسلامی نظام کی تنفیذ و ترویج کا خواب شرمندہ معنی نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان کے لیے قرآن کریم سے زیادہ کوئی مقدس کتاب نہیں۔ لیکن کیا قرآن کو گراں ترین کاغذ پر لکھ کر عمدہ سے عمدہ کپڑوں میں لپیٹ کر خوبصورت طاق میں رکھ دینے سے قرآن کی تنزیل کے تقاضے پورے ہو جائیں گے؟ دریں حالات موجودہ انقلاب سے متعلق فی الحال ہم کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۳۳
جمعۃ المبارک ۲۲ اگست ۱۹۷۵ء ۱۳ شعبان معظم

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ
۷۵ پیسے

پرنٹر پبلشر [illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے [illegible] سے شائع کیا

قابلِ مطالعہ کتابیں

حقیقتِ تصوف و تقویٰ
مواعظ اشرفیہ کی گیارھویں جلد مجلد ڈائی دار
قیمت ۱۵/- روپے

تجلیاتِ عثمانی رح
علامہ شبیر احمد عثمانی کی علمی خدمات پر جامع کتاب
مجلد ڈائی دار قیمت ۳۰/- روپے

سیرت بلال رض
از ڈاکٹر عبد الستار حیاتی، موذنِ رسول کی
جامع مستند و مفصل سوانح، مجلد ڈائی دار
قیمت [illegible]

محمدیہ پاکٹ بک
[illegible] پر شہرۂ آفاق
کتاب [illegible] کی جلد قیمت [illegible]

النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم
از سید مناظر احسن گیلانی، ایک ایسی کتاب
[illegible] متعلق حضرت تھانوی، ابو الحسن
[illegible] عبد الماجد دریا آبادی جیسے حضرات
نے [illegible]
[illegible]
[illegible] مجلد ڈائی دار
قیمت [illegible] روپے

معارف الحدیث
از مولانا محمد منظور نعمانی [illegible]
بامحاورہ ترجمہ و دلنشیں تشریح کے ساتھ
احادیث کا انتخاب [illegible]
پانچ جلد، مجلد ڈائی دار قیمت [illegible]

تذکرۃ الخلیل رح
از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، بہترین کتابت
طباعت سفید کاغذ قیمت [illegible] روپے

اسوۂ رسول
لباس، خوراک و شکل و صورت میں اسوۂ حسنہ
کی تفصیل از مولانا فضل الرحمن
مجلد ڈائی دار قیمت ۹/-

مبادیاتِ فنِ مباحثہ
قیمت ـــ ۱۰/- روپے
از ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، مباحثہ و تقریر
کے فن پر بہترین کتاب، مجلد ڈائی دار

مذہب اور سائنس
از مولانا عبد الباری ندوی، کتاب کے عنوان اور
مصنف کے نام کے بعد کسی تعارف کی ضرورت
نہیں، مجلد ڈائی دار [illegible] روپے

سیرت عمر بن عبد العزیز
سیرت عمر بن عبد العزیز پر عربی کی سب سے
پہلی کتاب کا پہلی دفعہ ترجمہ، مجلد ڈائی دار
از مولانا محمد یوسف پرمیانی [illegible] ۱۲/-

سیرت جنید
قیمت [illegible]
از علامہ فضل احمد عارف، حضرت جنید بغدادی
کی سیرت و تعلیمات پر معرکۃ الآراء کتاب

مسائل بہشتی زیور
بہشتی زیور کے فقہی مسائل یکجا کر دیے
گئے ہیں، قیمت [illegible] روپے

نقشِ حیات
شیخ الاسلام حضرت مدنی کی خود نوشت
سوانح، مجلد ڈائی دار قیمت [illegible]

تاریخ حدیث
ڈاکٹر غلام جیلانی برق، کشف حقیقت کا مجدد
حدیث اور علم حدیث کے طلبا اور عقیدت
مندوں کے لیے نادر تحفہ، مجلد ڈائی دار
قیمت ۱۵/- روپے

مقدمہ تدوین فقہ زیر طبع
از سید مناظر احسن گیلانی، علامہ گیلانی کے
قلم حقیقت رقم کا نادر نمونہ، مجلد ڈائی دار
قیمت ۱۵/- روپے

شاہ ولی اللہ اور اصول فقہ
اردو [illegible] ڈاکٹر محمد مظہر بقا
قیمت [illegible] روپے

تفسیرِ عثمانی و ترجمہ شیخ الہند
بلحاظ اختصار و جامعیت و استناد کے لحاظ سے مسلم، بجنور کے اصل
عکسی ایڈیشن آرٹ پیپر، بہترین طباعت، ہدیہ [illegible] روپے

غبارِ خاطر زیر طبع
ابو الکلام آزاد اردو ادب میں اپنی طرز کے شاہنشاہ تھے اور
غبار خاطر ان کا ادبی شاہکار۔ کتاب تاج محل سے زیادہ خوبصورت ہے
پہلی دفعہ بہترین روپ میں۔ دو رنگ قیمت ۳۰/- روپے، یک رنگ ۲۰/-

الرسالۃ القشیریہ (اردو)
ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن، تصوف کے اولین مستند و جامع ماخذ رسالہ
قشیریہ کا ترجمہ معروف ہے، قیمت ۱۵/- روپے

بیس بڑے مسلمان
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد قاسم نانوتوی
شیخ الہند مولانا محمود حسن مولانا اشرف علی تھانوی علامہ انور شاہ محدث کشمیری
مولانا عبید اللہ سندھی مفتی کفایت اللہ دہلوی مولانا سید حسین احمد مدنی
علامہ شبیر احمد عثمانی رح مولانا محمد الیاس دہلوی مولانا شاہ عبد القادر رائپوری
مولانا احمد علی لاہوری مفتی محمد حسن امرتسری مولانا ابو الکلام آزاد
مولانا محمد علی جوہر مولانا سید سلیمان ندوی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی سردار احمد خان پتافی

مندرجہ بالا حضرات کے مستند سوانح۔ ایک تاریخی و دستاویزی
کتاب، برصغیر کی صد سالہ علمی ادبی دینی سیاسی تاریخ۔ تیسرا ایڈیشن
قیمت [illegible] روپے

مقدمات و بیاناتِ اکابر
قیمت مجلد ڈائی دار ۲۵/-

فتوے ترک موالات کے سلسلے میں ۱۹۲۱ء میں مقدمہ کراچی اور مقدمہ کلکتہ میں محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ، سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابو الکلام آزاد کے بیانات مع فیصلہ جات و فتوے ترک موالات جس پر پانچ صد کے قریب علماء کے دستخط ہیں۔ سید مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں وہ بیان شامل ہے جس کو سن کر مولانا جوہر نے بے اختیار عدالت میں سید صاحب کے پاؤں چوم لیے۔ یہ فتوے درحقیقت تحریک آزادی کا سنگ میل ہے اور یہ بیانات دنیا کی عدالتی تاریخ میں ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں یکجا پہلی دفعہ شائع کیے جا رہے ہیں۔

تفسیر روح المعانی (عربی)
مصری مطبوعہ سے عکسی طباعت [illegible] جلد، مجلد چرمی آفسٹ پیپر فی جلد [illegible]
[illegible] پیپر فی جلد ۳۵/- روپے، رعایتی ہدیہ بالترتیب ۳۶/- اور ۲۸/-

مکاتیب سید احمد شہید
حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بحیثیت امیر المومنین جو خطوط و فرامین
[illegible] کے نام [illegible] مخطوطہ کا عکس [illegible] ۳۰/-

کتاب الفقہ
فقہ اربعہ پر مستند کتاب۔ وزارت اوقاف
مصر نے عربی میں [illegible] محکمہ اوقاف پنجاب
[illegible] اردو میں [illegible]
کی ہے قیمت جلد اول ۲۵/- روپے۔
جلد دوم ۵۰/- روپے۔ جلد سوم ۴۵/- روپے

مجموعہ قوانین اسلامی
حدود و تعزیرات و احکام اسلامی پر مستند کتاب
ڈاکٹر تنزیل الرحمن، مقدمہ مولانا محمد یوسف بنوری
قیمت چار جلد ۱۰۰/- روپے

عدالتِ صحابہ کرام
صحابہ کرام پر نقد و جرح کا اصولی و محققانہ جواب ۹/- روپے

شاہ ولی اللہ اور ان کا کام
از ڈاکٹر فضل [illegible] انگلش میں شاہ ولی اللہ کے
کام پر بہترین [illegible] قیمت مجلد [illegible] روپے

نغماتِ جہاد
۱۹۶۵ء میں جنگ کے دوران میں کہی گئی نظموں کا
رزمیہ انتخاب، مجلد آفسٹ پیپر ۵/-

فوائد الفواد
حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات کا اردو
ترجمہ۔ قیمت ۱۵/- روپے

تقویم تاریخی
مولانا عبد القدوس ہاشمی: سن عیسوی و ہجری کے
مطابق کی ۲۰۰۰ تک جنتری نیز تاریخی
واقعات کی تاریخ۔ قیمت ۱۰/-

اصول حدیث
مفتی امجد علی، اصول حدیث پر عمدہ کتاب ۹/-

کتاب الرسالہ
از امام شافعی: اردو ترجمہ قیمت [illegible]

کتاب الاموال
[illegible] جزو اول ۱۵/- جزو دوم ۱۲/-

رسولِ رحمت
مولانا ابو الکلام آزاد: سیرت رسول پر مولانا آزاد
کے مضامین کا مجموعہ قیمت مجلد ۳۰/-

اصلاحی نصاب زیر طبع
حضرت تھانوی کی تصنیف تعلیم الدین، حیوۃ المسلمین
آداب کی فروع الایمان، جزاء الاعمال کا مجموعہ
قیمت مجلد ڈائی دار ۳۰/- روپے

حیات امداد
پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی: حاجی امداد اللہ مہاجر
مکی کی سوانح۔ قیمت مجلد ۶/- روپے

تاریخ احرار
چوہدری افضل حق: ایک تاریخی دستاویز قیمت [illegible]

لطائف رشیدیہ
امام ربانی حضرت گنگوہی کے نوادرات کا مجموعہ
قیمت مجلد ڈائی دار ۵/- روپے

نظام العدل فی الہند
عبد الحفیظ صدیقی، قیمت ۵/- روپے

دواءِ شافی
امام ابن قیم کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ [illegible]
کتاب و سنت سے علاج قیمت ۱۰/- روپے

غنیۃ الطالبین
شیخ عبد القادر جیلانی کی شہرۂ آفاق کتاب کا ترجمہ
قیمت مجلد ڈائی دار ۳۰/- روپے

احادیث قدسیہ
متن مع اردو ترجمہ: قیمت [illegible] روپے

خطبۂ تبوک اردو
مولانا عبد القدوس ہاشمی، قیمت [illegible] روپے

نظام زکوٰۃ اور جدید معاشی مسائل
محمد یوسف گورایہ، قیمت ۵/- روپے

سید بادشاہ کی حقیقت
[illegible] بخاری
قیمت مجلد [illegible]

[illegible]

ریشمی خطوط کی سازش
انڈیا آفس لائبریری سے لائی ہوئی نئی [illegible]
دستاویزات کا اردو ترجمہ [illegible]
[illegible] زیر طبع

دارالعلوم دیوبند
دارالعلوم دیوبند کی [illegible]
عمارت [illegible] بہترین [illegible]
قیمت [illegible] ۵/- روپے

التماس
ان تمام حضرات سے جو کتب کے شوقین ہیں درخواست ہے کہ وہ ہمیں اپنا مکمل ایڈریس بھیجیں نیز مطلع فرمائیں کہ وہ کس قسم کی کتب پسند فرماتے ہیں ہم وقتاً فوقتاً اپنی فہرست کتب انکی خدمت میں بھیجتے رہیں گے امید ہے کہ حضرات ان پیسے خرچ کرنے سے دریغ نہیں فرمائیں گے ○ جوابی امور کے لیے [illegible] جوابی خط لکھیے ○
دس روپے سے زائد کی کتب پر محصول ڈاک معاف ۔ سو روپے کی وی پی کے ساتھ کل رقم پیشگی آنے پر [illegible]

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۰ ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

علمِ دین کی اہمیت

قائدِ جمعیۃ کی ایمان افروز تقریر جو مدرسہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں کی گئی۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے عزیز طالب علمو!

عصرِ حاضر میں جہاں علماء کی عزت ہے نہ احترام، دنیاوی وجاہت ہے نہ سرکاری مناصب بلکہ سرکاری طور پر علم دین حاصل کرنے والوں کو اَن پڑھ شمار کیا جاتا ہے، ایسے میں آپ حضرات حصولِ علمِ دین کے لیے دور دراز کا سفر اور صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی نیک نیتی کا اس سے بڑا ثبوت ہو نہیں سکتا۔ حصول تعلیم میں نیت کی خرابی کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب علماء کو دنیاوی مناصب اور اغراض کے مواقع میسر ہوں، لیکن یہاں صورت حال مختلف ہے۔ لہذا آپ حضرات، آپ کے اساتذہ اور منتظمین لائق مبارک باد ہیں۔ بلاشک آپ حضرات کا بڑا مقام ہے۔ اتنا بلند کہ دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لہذا آپ حضرات احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی جو مالدار تھا اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا گذرا۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ عرض کیا ایک بلند مرتبے کا آدمی ہے۔:

ان قال یسمع وان کما
انخطب ینکح۔

یعنی وہ بات کرے تو لوگ توجہ سے سنیں اور اگر کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو قبول ہو۔

کچھ دنوں بعد ایک غریب صحابیؓ جس کے بدن پر کپڑے بھی نہ تھے گذرے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ سے دریافت فرمایا تو جواب ملا کہ ایک غریب، بے حیثیت اور معاشرے میں گرا ہوا آدمی ہے:

"ان قال لا یسمع وان
انخطب لا ینکح"

یعنی اگر وہ بات کرے تو کوئی اہمیت نہ دے اور کسی سے نکاح کی درخواست کرے تو قبول نہ ہو۔

اس پر رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر کائنات پہلے جیسے لوگوں سے بھر جائے تو بھی اس غریب صحابیؓ کی عظمت کو نہیں چھو سکے گی"

؎ خاکساران جہان را بہ حقارت من گر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارِ باشد

اگر آپ لوگوں کو حقیر سمجھتی ہے تو سمجھے، لیکن اپنی نظروں میں اپنے قد کو بلند رکھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے اپنے دین کی خدمت کے لیے آپ لوگوں کو منتخب کر لیا ہے کل جب آپ دین کی خدمت کریں گے تو آپ کا خدا پر کوئی احسان نہ ہوگا بلکہ اس کی یہ توفیق ہوگی۔:

قل لا تمنوا علی اسلامکم
بل اللہ یمن علیکم ان
ھداکم للایمان۔

"اے پیغمبرؐ! لوگوں سے کہ دیں کہ اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتائیں، بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ ایمان کا راستہ دکھایا"

لہذا آپ کو فخر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا بڑا مقام دیا ہے۔ یہ زندگی تو چند روز کی ہے، اگر اس میں اچھی خوراک، لباس اور آسائشات میسر نہ ہوں تو اس کی پرواہ نہ کریں کیونکہ اسلام میں آدمی کی قدر و قیمت سرمائے اور دولت سے نہیں بلکہ اخلاق اور کردار سے دیکھی جاتی ہے۔

نضر اللہ امرأً من سمع
مقالتی فوعاھا فاداھا
کما سمعھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:
اللہ تعالیٰ اس آدمی کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات سُنی، یاد کی، حفاظت کی اور دوسروں تک پہونچائی۔

تعلیم اور تعلم کا کتنا بڑا مقام ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں۔ اور صحابہؓ نے اس پر اس طرح عمل کیا کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ صحیح بخاری کے کتاب العلم میں حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے متعلق ایک واقعہ نقل ہے کہ آپ صرف ایک حدیث کی طلب میں مدینہ سے شام روانہ ہوئے۔ اس دور میں ذرائع رسل و رسائل اس قدر ترقی یافتہ نہ تھے۔

اونٹ پر سوار ہوتے اور آنے جانے کا راستہ تقریباً دو ماہ کا بنتا تھا، اور حدیث بھی ایسی جو یاد تھی اور جس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، طلاق وغیرہ کا مسئلہ نہیں تھا، بلکہ قیامت سے متعلق تھی، صرف اس لیے کہ میں ایسے شخص سے حدیث سنوں جس نے براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، یہ صعوبتیں برداشت کیں۔ پہونچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی:

من الباب ؟

وقال جابر المدینہ۔

صحابیؓ فوراً باہر آئے اور کہا اونٹ سے اتریئے، آرام کیجیے، کھانا کھائیے، لیکن حضرت نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ

جئتک لحدیث سمعتہٗ من نبی
صلی اللہ علیہ وسلّم

حدیث با آواز سنی اور اونٹ کی مہار موڑ کر مدینہ کی راہ لی۔

شام میں اس وقت جانفزا موسم اور روح پرور آب و ہوا کے علاوہ عمدہ میوے بھی موجود تھے، مگر حضرت جابرؓ نے کسی کی طرف بھی دھیان نہ دیا۔ مبادا کہ پھر مبارک سفر اغراض میں شامل نہ ہو جائے۔ محض طالبِ علمی کے لیے ہی رہے تاکہ حضور کی دعا کا مستحق ہو جاؤں۔

آپ خیال کریں کہ ان حضرات کو علم کی کتنی قدر تھی۔ اور طلب علم کے لیے کس قدر صعوبتیں برداشت کیں۔

اسی طرح شمائل ترمذی میں یحییٰ بن معین جو کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاریؒ کے استاد۔ فقیہ بھی ہیں اور محدث بھی۔ ایک دفعہ ایک حدیث کو معلوم کرنے کے لیے استاد کے گھر پہونچے اور حدیث سننے کی خواہش ظاہر کی۔ استاد نے سنانے کا ارادہ کیا تو کہا کہ

لو من کتاب۔

یعنی اگر آپ کے پاس مسودہ موجود ہے تو اس میں سے سنا دیں۔ استاد مسودہ لینے گھر جانے لگے تو دامن پکڑ کر بولے کہ مسودہ لانے سے قبل مجھے زبانی سنا دیں، کیونکہ موت کا کوئی اعتبار نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ مسودہ لینے جائیں اور میری موت آ جائے تو میں اس سے محروم رہوں گا۔

دیکھیں ان لوگوں کو علمِ حدیث کا کتنا شوق ہے اور یہ تو تعلیم کا حال ہے، لیکن تعلّم اور تدریس کا بھی شوق بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ:

لو وضعتم السمسلمۃ علیٰ
ھٰذہٖ واشار الی کفاہٗ
ثم ظننت انی القذوا
کلمۃً سمعتھا من نبی
صلی اللہ علیہ وسلم قبل
ان تجیزوھا علی لا
تعذوھا۔

یعنی اگر آپ قتل کے ارادے سے تلوار اٹھا کر میری گردن پر رکھ دیں اور مجھے یقین بھی ہو جائے تو بھی شہ رگ کٹنے سے پہلے اگر میں رسول اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث بھی پہونچا سکتا ہوں تو ضرور پہونچاؤں گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ جن کو بہت زیادہ احادیث یاد تھیں اور جنہوں نے مسلسل فاقہ کشی میں یہ علم حاصل کیا تھا، اساتذہ اور طلبہ کو دو، دو تین تین سبق پڑھاتے۔ جب طلباء تھک کر ادھر ادھر دیکھتے تو آپؓ کو غصہ آ جاتا، فرماتے کہ میں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہوں اور تم اعراض کرتے ہو۔ واللہ! اگر تم اعراض بھی کرو تو بھی میں تمہارے کندھوں کے درمیان پھینکوں گا اور پہنچاؤں گا۔

دیکھیے تعلیم اور تعلّم کا کتنا شوق تھا جب استاد شاگرد میں جذبہ صادقہ موجود تھا تو آپ نے نتیجہ بھی دیکھا کہ ہمیں صحیح دین مل گیا۔

لیکن یہ بات نہایت افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ آج علم کا شوق نہیں رہا اور علماء پیدا نہیں ہوتے۔ پہلے زمانے میں جب دیہات میں درس گاہیں ہوتی تھیں تو ہر استاد کے ساتھ پندرہ طلباء سے زیادہ ہوتے تھے اور تمام کتابوں کا صحیح معنوں میں درس ہوتا تھا۔ اور جید علماء پیدا ہوتے تھے، لیکن افسوس آج ایسا نہیں۔ مہتمم حضرات آپ لوگوں کا زیادہ خیال رکھتے گئے، سہولیات بڑھ گئیں۔ جھونپڑوں سے کمرے اور چراغ سے بجلی بن گئی اور آپ کی محنت مفقود ہو گئی۔ پہلے کھانے کو روٹی بھی نہ ملتی تھی اور لوگ پڑھتے تھے آج پیٹ بھر کے کھاتے ہیں لیکن محنت نہیں کرتے اسی لیے مدارس آج یتیم ہیں کیونکہ رجال کار کا فقدان ہے۔ آج ایک مدرس، مفتی، محدث، مفسر اور فنون کا ماہر عالم نہیں مل سکتا۔ سو میں سے ایک بھی قابل نہیں۔ میں تو آپ کے حالات سے آگاہ ہوں۔ میں آپ لوگوں کے پرچے دیکھتا ہوں، تمام معلومات ہیں۔ علم کا حال یہ ہے کہ ایک فارغ التحصیل طالب علم وفاق کے پرچے میں طحاوی کی جگہ "تہاوی" لکھتا ہے دوسرا پرچہ کھولتا ہوں تو اس میں واعلم بالصواب کی جگہ "واعلم بالثواب" لکھا ملتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کل کو عالم اور قوم کے رہنما ہوں گے۔ جب استعداد نہ ہو تو خاک رہنمائی کریں گے۔ حالانکہ

ع: خود گم است کہ را راہبری کند

یہ تو آپ کا حال ہے۔ ادھر ایوان حکومت لرز رہے ہیں کہ ان مدارس میں حق گو علماء پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لیے حکومت مدارس کو اپنی تحویل میں لینے سے متعلق سوچ رہی ہے۔ ایسی حرکت کی گئی تو ہم میدانوں میں پڑھائیں گے اس طرح صحیح اساتذہ اور طلباء رہ جائیں گے اور تشنگانِ دنیا حکومت کی بلڈنگوں اور دولت کے لالچ میں ہم سے علیحدہ ہو جائیں گے جو ہمارے خون سے مادہ فاسدہ کے اخراج کے مترادف

بقیہ ص ۱۰

اسعد رحمانی کے قلم سے !

تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

حکومت پاکستان کے قائم کردہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے اردو آرگن ماہانہ "فکر و نظر" اسلام آباد میں پچھلے دنوں قومیت کے مسئلہ پر ایک مضمون شائع ہوا جس میں صاحب مضمون نے "پاکستانی روایت" کے مطابق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علامہ اقبال کے ان چند اشعار کا تذکرہ کیا تھا جن پر علامہ خود معذرت کر چکے تھے۔

ہم نے عرض کیا کہ "فکر و نظر" جیسے رسالہ کو کم از کم ان معاملات میں محتاط رہنا چاہیے اور اپنی حدود سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ علامہ کے یہ اشعار پاکستان کے بعض نام نہاد دانشوروں، قلمکاروں اور مضمون گھسیٹوں کے ایسے منہ لگے ہوئے ہیں کہ وہ جب تک دو چار دن کے بعد انہیں کسی نہ کسی طرح شائع نہ کرالیں، اس وقت تک سامراجی آقاؤں کی نمک خواری کا حق ادا نہیں ہوتا۔

اور اس سلسلہ میں مرکزی سیکرٹریٹ دہلی کا ایک سابق ملازم مسٹر پرویز جو اپنے پیشرو خسروِ ایران کج کلاہ کی عادت بد کے مطابق ارشاداتِ پیغمبر کی تضحیک و توہین اپنی زندگی کا مشغلہ بنائے ہوئے ہے۔ وہ تو ان اشعار کا اکثر و بیشتر ورد کرتا رہتا ہے، لیکن علامہ اقبال کو عاشقِ رسول ثابت کرنے والے بزرگ اور احباب اس "شاتمِ رسول" کی خبر نہیں لیتے جو اپنی ہر غلط، لغو اور لایعنی تاویل کے لیے اقبال کا نام استعمال کرتا ہے، بلکہ بعض بزعمِ خود غلط وارثانِ اقبال کا رشتہ عقیدت و محبت گلبرگ کے اس دقی الطبع انسان سے قائم ہے اور علماء کی طرف سے پرویز کی مخالفت کو مولویت کا مسئلہ قرار دیتے ہیں حالانکہ مولوی نے تھوک کے حساب سے "سر" کا خطاب بانٹنے والے "اہل کتاب انگریز" سے لے کر آج تک کی اس کی معنوی اولاد کی جو مخالفت کی ہے تو محض دینِ حق کی خاطر اور غریب مسلمان کا ایمان بچانے کی خاطر!

لیکن تحریک آزادی میں انگریزی دستر خوان کی ریزہ چیں دنیا "مولوی دشمنی" میں ہر ایرے غیرے کو برداشت کرلے گی مولوی کو برداشت نہیں کرے گی، کیونکہ مولوی نے اپنی جرأت و بہادری اور استقامت سے گوری چمڑی والے اس درندہ صفت انسان کو ناک چنے چبوا دیے تھے۔!

گلبرگی دانشور کے بعد علامہ کے ان اشعار سے جس طبقہ کو زیادہ دلچسپی ہے اور علامہ کے "معذرت نامہ" کو جو شیرِ مادر سمجھ کر پی جاتے ہیں وہ ہے "نوائے وقت" کے قلمکار، اداکار اور راج کمار۔

اس اخبار کو پاکستان، نظریہ پاکستان اور لیڈران پاکستان سے جو عقیدت و محبت ہے وہ ڈھکی چھپی نہیں، بلکہ اسے دعویٰ ہے کہ جب صحافتی دنیا میں "پاکستان" کا کوئی نہ تھا تو ہم تھے جنہوں نے سینہ تان کر پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا تھا اور میدان میں آکر مخالفین سے قلمی جنگ لڑی تھی۔

یہ اخبار اور اس کے مالکان، نیز کارکن اپنے محور پر پاکستان کے سب سے بڑے محب ہونے کے مدعی ہیں اور اپنے علاوہ وہ کسی کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں۔

ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں کوئی اپنے منہ میاں مٹھو بنے، سالار بنے، لیڈروں کا مریدِ باصفا ہونے کا دعویٰ کرے یا جو چاہے کرے۔ ہمارا صرف ایک سوال ہے اور وہ یہ کہ جن اکابر، مجاہدین اور کارکنوں نے انگریزی راج کے خلاف طویل اور صبر آزما جنگ لڑی تھی اور جن کی تاریخی قربانیوں کے نتیجہ میں ملک کو آزادی نصیب ہوئی، ان کے خلاف یہ شور و غوغا آج تک کیوں بلند کیا جا رہا ہے؟

مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ دو قومی نظریہ ہے کیا؟ اور کہاں ہے؟

خدائے بزرگ و برتر انبیاء علیہ السلام کا نام لے لے کر انہیں کافر فرقوں کا بھائی قرار دیتے ہیں "اخوہم نوح" "اخوہم صالح"، اور "اخوہم لوط" وغیرہ سے قرآن بھرا پڑا ہے، لیکن آج کے نام نہاد مفکر قرآن دانی کے دعویٰ کے باوجود اپنی سی کہے چلے جا رہے ہیں۔

جو لوگ ملت اور قوم کے بدیہی فرق سے واقف نہیں انہیں کیا حق پہونچتا ہے کہ وہ قائدینِ ملت پر کیچڑ اچھالیں اور مفکر اسلام ہونے کے مدعی بنیں۔

یاد رکھو!

ہم واقفِ درونِ مے خانہ ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تم نے اور تمہارے قائدین نے ۳۷ء کے الیکشن میں جمعیتہ علماء ہند سے معاہدہ کے بعد کامیابی حاصل کرکے کس طرح اس کی دھجیاں بکھیری تھیں۔ اور اسلامی اقدار سے متعلق بعض بل

اسمبلی میں آئے تھے کس طرح ان کی مخالفت کرکے اپنے "دین دوست" ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ جن لوگوں کی صورت، سیرت، اخلاق اور کردار میں اسلام کا نام نہیں تھا انہیں خادمِ اسلام، سمجھنا اور جن کی زندگیاں اسلام کی خاطر ختم ہوگئیں انہیں ملت اسلامی کے وقار وعزت کا دشمن سمجھنا یہ "سرراہے" کے دوں نہاد لوگوں کا ہی کام ہوسکتا ہے۔

ہم تمہاری جرات سے بخوبی آگاہ ہیں آج بھی قومی زندگی میں جو کردار ادا کر رہے ہو وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ تم نے افضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان الجائر کا جھومر اپنے اخبار کے ماتھے پر لٹکانے کے باوجود آج کی ظالم وجابر حکومت کے اقدامات اور اسکی کارکردگی کو بین السطور سراہنے کی جو روش اپنائی ہوئی ہے اور اس کے مقابلے میں سروں پر کفن باندھے چند مخلص لوگوں کو جس طرح تم آئے دن اپنے ادارتی کالموں میں لتاڑتے ہو وہ تمہاری اصلی سیرت وصورت کی آئینہ دار ہیں۔

تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ تمہاری برادری کے کچھ عناصر نے شیخ مدنی رح کو سیدپور (بنگال) امرتسر اور جالندھر کے ریلوے اسٹیشن پر ستایا تھا۔ ان کے سامنے ننگا ناچ ناچا تھا اور ان کے جسم پر جلتے ہوئے سگریٹوں سے چرکے لگائے تھے۔ پھر یاد کرو کہ ان خبیث الفطرت لوگوں کا کیا انجام ہوا کیا ان میں سے ایک سیدپور کے جوہڑ میں نہ ڈوب گیا اور دوسرا لائل پور میں تمہاری ہی انتظامیہ کے جبر کی بھینٹ چڑھا اور تیسرے کو ستون سے باندھ کر اس کے سامنے اس کی آبرو نہ لوٹی گئی۔ ؟

اگر یہ حقیقت ہے اور بلاشبہ حقیقت ہے تو پھر قہر الٰہی سے بچو اور حقائق کو سمجھ کر دیانت داری سے ملک کی خدمت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم "اندر کی بات" کہنے پر مجبور ہو جائیں جس کے بعد اس آسمان وزمین میں تمہیں کہیں ٹھکانہ نہ ملے۔ — تلخ نوائی معاف!

ہم یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آج تک ان اکابر کو اس لیے معاف نہیں کیا جارہا کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف اور اسلامی اقدار کے خلاف ہونے والی سازشوں کا بروقت نوٹس لیا۔ ان کے مضمرات سے قوم کو آگاہ کیا۔ ان لیڈروں کے نقاب اتار کر ان کا حقیقی چہرہ قوم کو دکھلایا۔ جو ایک مدت تک خاموش زندگی گذارنے کے بعد یکایک لندن کے مطلع سیاست سے برصغیر میں نمودار ہوکر قوم کے بلاشرکت غیرے قائد و لیڈر ہونے کے مدعی بن بیٹھے اور حادثات زمانہ نے انہیں وقتی طور پر پھولوں سے لاد دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ "وقار" جیسے شپر چشم اگر آج بھی حقائق کو دیکھنے کے روادار نہیں تو اس میں ان کا قصور نہیں، بلکہ قصور ان لقموں کا ہے جو برطانوی دور سے ان کا مقدر بن چکے ہیں اور جن میں امریکی صدر کی رفاقت کی صورت میں آج بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

سرراہے رباعیات اور مضامین کی وساطت سے شیخ مدنی رح کو کوسنے والو! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تمہاری دیانت کو کیا ہوگیا کہ تم ان اشعار کا تذکرہ تو کرتے ہو لیکن اپنے ممدوح اقبال کا معذرت نامہ دنیا سے چھپاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم اقبال کے بھی دشمن ہو کہ اس طرح منفی طرز عمل اختیار کرکے تم اس کے متعلق بھی غلط فہمیاں پھیلانے کا باعث بن رہے ہو۔

اگر حقیقتِ حال سمجھنے سے پہلے کسی کے متعلق تبصرہ کر دینا یا لکھ دینا "وحی الٰہی" ہی ہے تو پھر علامہ اقبال کے کچھ اور اشعار ہیں جو انہوں نے بعض بلند قامت لیڈروں کے متعلق کہے تھے اور یاد رکھو! کہ اگر تم نے اپنی روش تبدیل نہ کی تو ہم مجبور ہوں گے کہ آئینہ میں تمہیں تمہارا حقیقی چہرہ تمہاری ہی تحریروں اور اشعار سے دکھائیں جس کے بعد جو تمہارا حال ہوگا اس کو ان لفظوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ے

آئینہ دیکھ، اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پر کتنا غرور تھا

دو قومی نظریہ کے ناخداؤ! مجھے بتلاؤ کہ برصغیر میں ایک قوم کی بات غلط تھی تو آج پاکستان میں ایک قوم کی بات کیوں صحیح ہے؟ آج "پاکستانی قومیت" کا نام چاروں طرف پھونکا جاتا ہے، ملکی سلامتی کی خاطر اس کو لازم قرار دیا جاتا ہے۔ اور اپنی تحریر وتقریر میں اس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ ے

تمہاری زلف میں آئی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی!

تم نے ابھی تک تاریخی حقیقتوں سے سبق حاصل نہیں کیا ورنہ واقعہ یہ ہے کہ تم نے تو دو قومی نظریہ کو اسی دن دفن کر دیا تھا جس دن تم نے پاکستان کی پہلی نامزد اسمبلی میں بلا اختلاف عقیدہ و مذہب یہاں کے تمام باشندوں کو معاملاتِ زندگی میں شامل کرنے کا اعلان کیا تھا اور ایک ہندو کو اپنا وزیر قانون اور ایک مرزائی کو اپنا وزیر خارجہ ہی نہیں بنایا، بلکہ اپنی "محسن قوم" انگریز کے کئی افراد کو گورنر فوجی سربراہ اور بعض دوسرے مناصب دیکر غیرت و محبت کا جنازہ نکالا؟

خارجی گروہ پر ضرب کاری
بحوالہ: کلام باری وحدیث بخاری

سیدنا امام حسین رض اور یزید

اسلامی تاریخ کے آئینہ میں

مؤلفہ:
علامہ محمد عثمان الودی الحسینی

عن قریب منظر عام پر آرہی ہے۔ دینی مدارس اور تاجران کتب اپنے گرانقدر آرڈر فوری بھجوادیں — ناشر:
توحیدی کتب خانہ مدرسہ تعلیم القرآن توحید نگر۔
چاکیواڑہ۔ کراچی ۱

روٹی پلانٹ

بے روزگاری کی طرف ایک اَور قدم ؟!

"عوامی حکومت،، عوام کی "فلاح وبہبود" کے لیے جہاں اور بہت سے اقدامات کر رہی ہے وہاں ایک قدم روٹی پلانٹ کے منصوبے کا بھی ہے ۔ یہ پلانٹ کراچی ، لاہور اور دیگر بڑے شہروں پہ قابل عمل ہو گا ۔

لاہور میں گذشتہ دنوں پلانٹ کی تیار کردہ روٹیاں عوام میں عادت ڈالنے کے لیے مفت تقسیم کی گئیں ۔ ہم اس منصوبے کے سیاسی سماجی اور اخلاقی اثرات سے قطع نظر محض معاشی نتائج پر غور کریں گے ۔

معاشی نکتہ نگاہ سے روٹی پلانٹ کا سب سے بڑا نقصان ملک میں بے روزگاری میں اضافہ کی صورت میں نمودار ہو گا ۔ جتنے بھی ہوٹل اور تنور پر روٹی پکانے والے کاریگر ہیں ان کی اکثریت بے کار ہو جائے گی ۔ اگر ہم لاہور میں کم از کم ایک ہزار تنور فرض کریں (حالانکہ فی الحقیقت ان کی تعداد زیادہ ہے) اور ایک تنور پر کم از کم تین مزدور ہوں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ صرف لاہور شہر میں تین ہزار افراد بے کاروں کی صف میں شامل ہو گئے ۔ لاہور میں ایک ہزار تنوروں کی نسبت سے کراچی میں کم از کم تین ہزار ہونے چاہئیں جس کا معنیٰ دس ہزار افراد کی بے روزگاری ہو گا ۔

یعنی صرف دو شہروں میں بے روزگاروں کی تعداد پندرہ ہزار کے قریب ہوئی ۔ ملکی سطح پر بے روزگاروں کی تعداد میں تقریباً ایک لاکھ افراد کا اضافہ ہو جائے گا ۔ ۔ ایک لاکھ افراد کے بے روزگار ہونے کا منطقی نتیجہ ان کی قوتِ خرید ختم ہونے پر نکلے گا ۔ معاشین کی تحقیق کے مطابق جب عوام کی قوت خرید مجروح ہو یا کسی حد تک کم ہو جائے یا پھر بالکل ختم ہو جائے تو اشیائے صرف کی طلب میں کمی واقع ہو جاتی ہے جب طلب اور رسد میں توازن برقرار نہ رہے تو قیمتیں گرنا شروع ہو جائیں گی جس کا معنیٰ آجرین کے منافع میں کمی کی صورت میں نمودار ہو گا اور نہ صرف عاملین پیدائش کی اجرتوں میں کمی واقع ہو جائے گی ، بلکہ آجرین قانونِ تقلیلِ حاصل کے اصول پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے پیداوار میں کمی شروع کر دیں گے جس سے مزدوروں کا طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہو گا ، کیونکہ عاملین پیدائش میں زمین کا لگان سرمایہ کا منافع متعین ہوتا ہے جب کہ محنت کی اجرت تنظیم (آجر) کی بچت پر منحصر ہوتی ہے ، لہذا پیداواری کمی کے لیے اس قسم کے حالات سے جس کو معاشی اصطلاح میں کساد بازاری کا نام دیا جاتا ہے ۔ آجر محنت کے عامل کو کم کر دے گا اور ساتھ ہی بقایا محنت (مزدور) کی اجرت میں کمی واقع کر دے گا جس سے ان فارغ شدہ مزدوروں اور بقایا مزدور کی قوت خرید بھی تقریباً ختم ہی ہو جائے گی ۔ اور پھر یہ سلسلہ دوسری صنعتوں کی طرف بھی رُخ کر لیتا ہے ۔ یہاں تک کہ ملک میں سرمایہ منجمد ہونے لگتا ہے اور مزید سرمایہ کاری رک جاتی ہے ، جس سے ملک کی مجموعی قومی آمدن متاثر ہوتی ہے ۔ نسبت درآمد برآمد غیر موافق ہو جاتی ہے ۔ ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی واقع ہونے لگتی ہے ۔

المختصر ملک کی مجموعی معاشی حالت کو بے روزگاری گا اژدھا نگل لیتا ہے ۔ یہاں تک کہ ملک محض بیرونی قرضوں پر انحصار کرنے لگتا ہے ۔

خدا نہ کرے کہ پاکستان کی یہ صورت حال ہو ، لیکن کیا جاتے کہ "عوامی حکومت" عوام کی "خوش حالی" کے درپے ہو گئی ہے ۔ روز اول سے آج تک جتنے بھی معاشی اقدامات کیے ہیں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے ملکی معیشت کو دھچکا نہ لگایا ہو ۔ تفصیلات کے لیے یہ صفحات کافی نہیں اور نہ ہی ضرورت ہے ، کیونکہ پاکستان کا ہر باسی ان اقدامات سے باخبر ہے ۔

ان صفحات کی وساطت سے ہم صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دولت صرف کرنسی یا بیرونی زرمبادلہ ہی کا نام نہیں بلکہ ملکی افراد بھی سرمایہ اور قوت کے زمرے میں شامل ہوتے ہیں ۔ اور آج بھی معاشی طور پہ ترقی یافتہ قومیں جب اپنے منصوبے بناتی ہیں تو وہ دونوں قوتوں (قوتِ سرمایہ اور افرادی قوت) کو سامنے رکھتے ہیں ۔ اہداف (TARGETS) کا تقرر کرتی ہیں ۔

اس کی قریبی مثال ہم چین سے دے سکتے ہیں ۔ چین میں جب منصوبہ بندی کی جاتی ہے

تو ایسے منصوبے جس میں افرادی قوت کا زیادہ استعمال ہو سکے تو وہ وہاں سرمایہ لگانے پر افرادی قوت کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں اور سرمایہ ایسے منصوبے میں استعمال کرتے ہیں جہاں افرادی قوت سے زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں پر خاندانی منصوبہ بندی پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کی بجائے عوام کی فلاح وبہبود پر صرف کیے جا رہے ہیں۔ مزید سرمایہ کاری کر کے عوام کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ ہمارے ماہرین میں سیاست کو ان چیزوں کا علم نہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ عوامی حکومت ان معاشئین کی نسبت سرکاری اہل کاروں (جن کی تعلیم محض واجبی ہے کے منصوبوں اور مسودوں پر عمل کرتی ہے اور پاکستان کی افرادی قوت سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔ حالانکہ بعض ممالک محض اسی وجہ سے ترقی سے ہمکنار نہیں ہو سکے۔ کہ وہاں افرادی قوت موجود نہیں محض سرمایہ ہے لیکن مقام صد حیرت ہے کہ پاکستان میں جس کو خداوند لم یزل نے اس قوت غیر مترقبہ سے نوازا ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خدا کا شکر بجا لاتے ہوئے اس نعمت سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جاتا، لیکن ہو یہ رہا ہے کہ نسل انسانی کو ختم کرنے کے منصوبوں پر کروڑوں روپے سالانہ صرف ہو رہے ہیں۔ حالانکہ جس بے روزگاری کے خوف سے وہ اس غیر فطری عمل پر مجبور ہیں وہ اس طرح ختم نہیں ہو سکتی، بلکہ اگر وہ اسی سرمایہ سے ملک میں سرمایہ کاری کر کے، افراد کو روزگار میسر کرتے تو ملک میں مکمل روزگار کی سطح انشاء اللہ بہت جلد آجاتی اور پاکستان دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہوتا۔

لیکن افسوس کہ اسلام کے زریں اصول ہمارے ذہن و دماغ ہی میں جگہ نہیں لے سکتے۔ مغرب کی اندھی تقلید نے اپنے گھر میں کچھ دیکھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ نظر جب بھی اٹھتی ہے دوسروں کی طرف اور وہ بھی للچائی ہوئی۔ ؎

اقوام کی نجات کا نسخہ ہے جن کے پاس
اغیار سے وہ مانگ رہے ہیں نجات کیوں؟

بقیہ علم دین کی اہمیت

ہو گا اور پھر ہم جھونپڑیوں اور میدانوں درختوں کے سائے تلے بیٹھ کر پڑھائیں گے۔ اس طرح پھر وہی قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو گی۔ علم میں نورانیت پیدا ہو گی اور اس طرح بھوکے رہ کر بے سروسامانی کے عالم میں جو طلبا علم حاصل کریں گے وہ مستقبل میں جید عالم اور فقیہ النفس ہوں گے جو قوم کی رہنمائی کرنے کے قابل ہوں گے دنیا کی آسائشات نہیں ہوں گی تو کیا ہوا؟ اللہ کی نصرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہمارے ساتھ ہوں گی۔ لہذا ہمیں کوئی پریشانی نہیں۔

مَیں آپ سے آخر میں یہی کہتا ہوں کہ دل لگا کر محنت سے تعلیم حاصل کریں، اساتذہ کا احترام ضروری ہے۔ صرف ایک گھنٹہ کے شاگرد نہیں بلکہ چوبیس گھنٹے کے شاگرد بنیں. سب کچھ حاصل ہو سکے گا۔ وقت کو ضائع نہ ہونے دیں انشاء اللہ آج جو کمی محسوس کرتے ہیں وہ بھی دور ہو جائے گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ: عربی مدارس کا مستقبل

لیکن حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلامی مدارس صرف ان چار دیواریوں، ان بلند وبالا عمارتوں، ان پرشکوہ ہالوں ہی کا نام نہیں، بلکہ "اسلامی مدارس" اس ذہنیت کا نام ہے، جو اپنے لیے اسلام کا راستہ منتخب کر چکی ہے اسلام کے یہ دلیر فرزند اور اسلام کے یہ بہادر سپوت، عمارتوں کے چھن جانے سے مایوس نہیں ہوں گے۔ بلکہ ....

تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی، پھر کوئی استاد اٹھے گا اور ایک شاگرد کو لے کر کسی جنگل بیابان میں کسی درخت کے سائے تلے تعلیم وتعلّم کا سلسلہ شروع کر دے گا نئے ولولوں اور نئے جذبوں سے پھر ایک قوم اُٹھے گی جو نیا دارالعلوم تشکیل کرے گی۔

یاد رکھو !!

تم ان درویشوں کی عمارتیں چھین سکتے ہو، دل نہیں بدل سکتے، مدارس کی چار دیواریوں پر قبضہ کر سکتے ہو، مگر مدارس کے اس دل و دماغ پر قبضہ نہیں کر سکتے جو اپنی خانماں بربادی میں بھی درویشی کے دیئے اوروں کے چراغ سے جلانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

ہمارا یقین ہے کہ ابدالآباد تک دین زندہ وجاوید رہے گا۔ اس کی حفاظت وعصمت اس ذاتِ اقدس کے ذمہ ہے جس نے کائنات کے وسیع وعریض کارخانہ کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ وہ ذات اپنے دین کی بہرِصورت حفاظت فرمائے گی۔ اس لیے تم .... بایں قوت وشوکت بھی اسلام کا بال تک بیکا نہیں سکتے۔ البتہ آنے والی نسلوں کے لیے اپنے آپ کو ذلت ولعنت کا مستحق ثابت کر دو گے اور مستقبل کا مورخ جہاں وقت کے قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ پر عقیدت ورحمت کے پھول نچھاور کرے گا وہاں لارڈ میکالے کی معنوی اولاد پر ذلت اور لعنت کی بے پناہ بارش بھی برسائے گا۔

ترجمانِ اسلام
میں
اشتہارات
دیکر اپنی
تجارت
کو فروغ دیں

تحریر : محمود عارف ۔ لاہور

پاکستان میں عربی مدارس کا مُستقبل

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے خاص طور پر مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ ممتاز علماء کو چوراہوں پر پھانسیاں دی گئیں۔ مسلمانوں کے مقتدر رہنماؤں کو طرح طرح سے ذلیل و خوار کیا گیا۔ ہندوستان ایک بوچڑ خانہ بن گیا جس کی دیواریں، جس کی شاہراہیں وسیع و عریض پگڈنڈیاں، شہیدوں کے سرخ سرخ لہو سے لالہ زار ہو گئیں۔ طاقت کے بل بوتے پر جدید تہذیب کے علمبرداروں نے وہ تشدد کیا کہ جس کے سامنے بخت نصر، طیطس رومی، چنگیز خان اور ہلاکو خان کی چیرہ دستیاں اور ظلم و بربریت کی داستانیں بھی ماند پڑ گئیں اور "روشن زمانہ" کی تہذیب یافتہ قوم نے تاریک دور کے شیطانوں کو بھی مات کر دیا۔ اگر درد کی یہ داستانیں یہیں تک ہوتیں تو کوئی بات نہ تھی، مگر الم و فغاں کی یہ کہانی بہت طویل ہے۔ کہ طاقت کے نشے میں چور حکمرانوں نے صرف مسلمانوں ہی پر ستم نہیں ڈھایا بلکہ ان کی ناپاک سازشوں اور گھناؤنے ارادوں نے مذہب کو بھی پامال کرنا چاہا، وقت کے ان نمرودوں نے اسلام کو حرف غلط کی طرح مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مدارس عربیہ جو سینکڑوں برس سے مذہب کی شایانِ شان خدمت کرنے کی وجہ سے ممتاز رہے تھے، بند کر دیئے گئے۔ ان کی جاگیروں اور اوقاف کو بحق سرکار ضبط کر لیا گیا اور ان میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ قائم رکھنے والوں میں سے کچھ تو عدم کی منزل کو روانہ کر دیئے گئے اور کچھ جزیرہ انڈمان کی طرف جلا وطن کر دیئے گئے اور بقیۃ السیف کو معاشی طور پر اس قدر کمزور کر دیا گیا کہ وہ معاشی کاروبار کے سوا کسی اور کام کا تصور بھی دل میں نہیں لا سکتے تھے اور اس پر ستم یہ کہ یورپ سے عیسائی پادریوں کو عیسائیت کے پھیلانے کے لیے ہندوستان بھر میں ٹڈی دل کی طرح پھیلا دیا گیا جو مختلف حربوں، مختلف حیلوں سے مذہب سے برگشتگی کے جراثیم صوبہ صوبہ، شہر شہر قریہ قریہ پھیلاتے پھر رہے۔

تاریخ کا انوکھا واقعہ

عین اس وقت جب کہ حکمرانوں کا قہر و غضب اور آتشِ نمرود اپنی جولانیاں دکھلا رہی تھی۔ ۔ ۔ ۔ دیوبند کے قصبے سے باہر ایک درخت کی چھاؤں میں ایک استاد اور ایک شاگرد تاریخ کی نئی طرح ڈال رہے تھے۔ بے کسی کا یہ عالم کہ سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی اور غربت و افلاس کا یہ عالم کہ کئی کئی فاقے گذر جاتے ہیں، مگر خلوص و صداقت کے یہ پہاڑ اپنے کام میں مصروف و منہمک رہے، آسمان دشمن تھا اور زمانہ مخالف مگر نہ ان کے ولولے میں کوئی فرق آیا اور نہ ان کے جوش اور جذبے کی آگ ہی دھیمی پڑی اور پھر وہ پودا جسے قاسم نانوتویؒ نے اپنے خون سے سینچا تھا اور رشید احمد گنگوہیؒ نے اپنے لہو سے آبیاری کی تھی جلد ہی بار آور ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک تناور درخت بن گیا اور اس سے ایسی زمانہ ساز شخصیتیں نکلیں کہ جنہوں نے اپنی کمال فراست سے زمانے کے دھارے کو بدل دیا اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود اسلام کا ایک مضبوط قلعہ بن گیا، بلکہ اس کے تربیت یافتہ افراد نے اسلام کے ہزاروں کی تعداد میں قلعے تعمیر کر ڈالے۔ ملک کے طول و عرض میں اس کے آفتاب سے ہزاروں چراغ روشن ہو گئے اور دنیا کا وہ کونسا خطہ ہے کہ جہاں اس کے مدرسے کا فیض نہ پہونچا ہو۔

اس مدرسہ کے فارغ التحصیل علماء نے مسلمانونکی قیادت و امارت کے فرائض جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے، بڑے سے بڑا مخالف بھی اس کے اعتراف پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔

حکمران آئے اور چلے گئے، قومیں اٹھیں اور بیٹھ گئیں، تحریکیں پیدا ہوئیں اور ختم ہو گئیں مگر وہ مدرسہ آج بھی اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی "دارالعلوم دیوبند" کی شکل میں موجود ہے۔

تقسیم کے بعد

اور پھر ملک کی تقسیم ہوئی۔ اسلام کے نام لیواؤں نے اپنے مذہب اور اپنے دین کی بقاء و سالمیت کے لیے ایک علیحدہ خطۂ ارض حاصل کر ہی لیا۔ اس طرح مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت۔ پاکستان معرض وجود میں آگئی۔

مگر کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ وہ ملک کہ جسے صرف اور صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور جس کی بنا اور اساس خالص

اسلامی نظریہ پر تھی خود اسلام کو مٹانے میں پیش پیش رہا۔ جس ملک کو اسلام کا حلقہ کہا گیا تھا اسی قلعے میں اسلام مظلومیت کا شکار ہوگیا ... اسلامی شعائر کی اعلانیہ بے حرمتیاں کی جاتی رہیں۔ اسلام کے ایک نشان کو کھرچ کھرچ کر مٹانے کی کوششیں ہوتی رہیں اور آج بھی ہو رہی ہیں، بے حیائی، فحاشی، عریانی کو "اسلامی تہذیب" اور "اسلامی آرٹ" کے نام پر قوم کے نام پر صبح و شام پیش کیا جا رہا ہے اور آج حالت یہ ہے کہ پاکستان کی سرزمین اور سب کے لیے گنجائش رکھتی ہے ایک صرف اسلام کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھتی۔ اور ہر ازم کو خواہ وہ برطانیہ کی جمہوریت ہو یا سرمایہ داروں کی فاشزم، خواہ کمیونزم ہو یا سوشلزم اپنا سکتی ہے۔ ایک صرف اسلام کو نہیں اپنا سکتی۔

پاکستان کے اسلامی مدارس

لے دے کے اسلامی مدارس ہی ایسے تھے جو کسی نہ کسی حد تک اسلام کی حفاظت کا فریضہ انتہائی خاموشی اور یکسوئی کے ساتھ ادا کر رہے تھے جو اسلام کے لیے ہر نازک سے نازک وقت پر اپنی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کی دھن رکھتے تھے۔ اور جن کی چار دیواریوں میں خالص مذہبی انداز میں اسلام کی تعلیم و اشاعت کا سلسلہ جاری رہا اور جن سے فارغ ہونے والے صرف ایک ہی ولولہ اور ایک ہی جذبہ لے کر نکلتے تھے۔ کہ اسلام کی بہرصورت حفاظت کی جائے ...

مگر پاکستان کی "اسلامی حکومت" کو ان کا یہ طرز عمل کبھی بھی نہیں بھایا۔ چنانچہ ہر حکومت نے ان مدارس کو ختم کرنے کی کوشش کی، مگر عوام کے زبردست ردعمل کے پیش نظر کوئی حکومت عملی اقدام کرنے کی جرأت نہ کر سکی۔ "عوامی حکومت" بھی معاذ اللہ اول میں اسی کوشش میں موقعہ اور وقت کی متلاشی رہی ہے۔ کچھ دن پہلے [illegible] مگر عوام کے زبردست اشتعال کے پیش نظر حکومت کو اپنے اس فیصلے پر معذرت خواہ ہونا پڑا اور چند دنوں کے لیے سکوت اختیار کر لیا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس معاملے میں ادھار کھائے بیٹھی ہے، چنانچہ اب پھر زور شور سے اسلامی مدارس کی دار و گیر کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اسلام کے ان چھوٹے چھوٹے قلعوں کو مسمار کرنے کے لیے حکومت تمام وسائل سے مصروف کار ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ ان غریب مدارس سے حکومت کو کیا تکلیف پہونچی ہے۔ آیا ان مدارس کے اوقاف ہیں؟ جن پر حکومت کی للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہیں اور یا یہ کہ ان کی بڑی جاگیریں حکومت کو دعوتِ طلب دے رہی ہیں؟ جب یہ بات بھی نہیں بلکہ .... یہ غریب ایک سال کے لیے سرمایہ نہیں رکھتے، بلکہ ان کی تمام گذر اوقات ہی عوامی چندوں پر ہوتی ہے تو پھر آخر حکومت کے پیٹ میں یہ درد کیوں اٹھتا ہے؟ صاف بات ہے کہ حکومت کسی طرح ان مدارس عربیہ کو گوارہ نہیں کر سکتی! جن میں خالص اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ قدامت کے ان نشانات کو بالکل مٹا دیا جائے اور اس جگہ جدید طرز کے اسکول کھولے جائیں جن میں ماڈرن اسلام کی تعلیم دی جا سکے۔

حکومت نہیں چاہتی کہ ان مدارس سے کوئی مفتی محمود نکل آئے، جو اُن کی آمریت اور فاشزمیت کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہو۔

حکومت نہیں چاہتی کہ ان چار دیواریوں سے کوئی یوسف بنوّری برآمد ہوں جو حکومت کا عوامی سطح پر زبردست مقاطعہ کر کے اپنی حق کو منوا لیں۔

حکومت نہیں چاہتی کہ یہ مدارس مولانا عبید اللہ انور جیسی شخصیت کو جنم دیں جو اپنی بے مثال استقامت سے حکومت کے تخت الٹ دینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

حکومت نہیں چاہتی کہ یہ عبید اللہ درخواستی کو پیدا کریں جو اپنی سادگی اور خلوص و صداقت کی بے پناہ طاقت سے عوام کے دلوں پر حکمرانی کرے۔

حکومت کا خیال ہے کہ ان کی جگہ ایسے اسکول کھولے جائیں کہ جن سے ایسے "پاکیزہ نفوس" برآمد ہوں کہ جن کو ذرا سی لالچ اور ذرا سی طمع پر خرید لیا جا سکے۔ جن کے نفس مردہ اور جن کی روحیں سڑ چکی ہوں۔ حکومت چاہتی ہے کہ ان کی جگہ ایسے لوگ نکلیں جو لارڈ میکالے کے نظریہ کے مطابق بدن کے مشرقی مگر دل و دماغ کے مغربی ہوں، جن کے بدن سیاہ ہوں مگر دل اور باطن انگریزوں کی مانند چمک دار۔ حکومت چاہتی ہے کہ ان مدارس سے وہ لوگ نکلیں جو نام نہاد "اسلامی ثقافت" کا چلتا پھرتا ثبوت ہوں، جن کی چال ڈھال، جن کی وضع قطع فرنگیوں جیسی تاکہ اسلام کے نام پر جو مزاحمت ہوتی ہے وہ ہمیشہ کے لیے دم توڑ جائے اور اسلام اول تو زندہ نہ رہے اور اگر زندہ بھی رہے تو وہ محمد عربی ﷺ کا اسلام نہ ہو۔ بلکہ وہ فضل الرحمٰن کا اسلام ہو، پرویز کا اسلام ہو، مرزا غلام احمد کا اسلام ہو اور یا وہ اسلام ہو جس کی وضع قطع یورپ میں ہوئی ہو، جس کے گیسوؤں کو سر ولیم میور نے سنوارا ہو، جس کے نوک پلک مستشرقین نے درست کیے ہوں اور جس کا ناقوس سید عبد اللہ چکڑالوی جیسی شخصیتوں نے پھونکا ہو۔

یہ صرف اندازے اور قیاسات ہی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔ آج تک جو مدارس حکومت کی تحویل گئے ان کا یہی حشر ہوا، انہیں اسلامی کی بجائے انگریزی اور مدارس کے بجائے اسکول کالج بنا دیا گیا۔ وہاں کے عملے کو سبکدوش کر دیا گیا اور اپنے انداز کے نئے عملے کو بھرتی کیا گیا۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب سہاروی

اسلامی معاشی نظام کی تدوین

معاشیات اسلام کے سلسلے میں بعض سطحی معلومات رکھنے والے مخلص احباب کی طرف سے اس شبہہ کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ کہ موجودہ دور میں مختلف جماعتوں کی طرف سے جس طرح منضبط نظریوں مدّون نظام عمل، اور مخصوص عنوانوں سے معنون ""معاشی نظام"، ضخیم کتابوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ اور مستقل علم وفن کی صورت اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ اس طرح اسلام کا "معاشی نظام" ایک جدا اور مستقل تدوین کی شکل میں مدّون، مخصوص نظریوں میں محدود اور خصوصی عنوانات کے تحت معنون نظر نہیں آتا۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسلام نے دور حاضر کی طرح یہ نہیں کیا کہ اوّل اقتصادی نظام کے نام سے ایک عنوان قائم کر کے اس کے تحت ایک خاص نظریہ یا چند مخصوص نظریے بیان کرتا۔ اور پھر ان نظریوں کے پیش نظر مختلف فصول وابواب میں اس کے نظام علمی و عملی پر بحث کر کے کسی مخصوص نام سے اُسے موسوم کرتا۔ اس نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ صرف اس لئے کہ موجودہ دنیا کے جس قدر نظام ہائے اقتصادی ہیں۔ وہ عموماً انسانوں کے خود ساختہ اور ایسے فلسفہ پر مبنی ہیں۔ جن میں روحانیت اور مذہب کو سرے سے نظر انداز کر دیا گیا ہے اور اس کی بنیاد روحانیت ومذہب کی مخالفت پر رکھ کر اس کو فلسفیانہ رنگ میں ڈھال دیا گیا ہے۔

اس کے برعکس اسلام کا معاشی نظام ایک ایسے ہمہ گیر فلسفہ پر قائم ہے۔ جس کا نام اسلام ہے۔ جو عالمگیر دعوت اور ہمہ گیر انقلاب کا داعی ہے۔ اور دنیائے انسانی کی صرف معاشی صلاح وفلاح ہی کا خواہش مند نہیں ہے۔ بلکہ روحانی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی معاشرتی اور معاشی غرض ہر قسم کی دینی ودنیاوی فلاح وبہبود اور رشد وہدائیت کا علمبردار ہے۔ اور اس طرح ایک وسیع ومکمل نظام کائنات کا مدعی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ انسان کا منتہائے مقصد صرف دنیاوی ترقی وکمال ہی نہیں ہے بلکہ سعادت ابدی اور رضائے الٰہی اس کی حیات کا کعبہ مقصود ہے۔ اس لئے وہ ہر شعبہ زندگی کے لئے ایک صالح نظام اجتماعی کا طالب ہے۔ اور انہی شعبہ ہائے زندگی کا ایک شعبہ صالح نظام معاشی بھی ہے۔

اسلام کا دعویٰ ہے کہ انسان دنیا میں خدا کا نائب اور خلیفہ ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے۔ کہ وہ "حاکم مطلق" کی نگرانی میں ایک ایسی حکومت برپا کرے جو "خلافت حقّہ" کہلائے اور جس کا واضع قوانین انسان نہیں بلکہ خود احکم الحاکمین ہو۔ اور ان قوانین کی تنفیذ اس کے نائب "خلیفہ" کے ہاتھ میں ہو۔ اور یہ حکومت اگر ایک جانب خالص روحانی و اخلاقی برتری کی معلّم ہو۔ تو دوسری جانب کائنات کی سیاسی، مدنی اور معاشی ترقی وکمال کی حامل ہو" یہ حکومت ایسے نظام صالح کی حامل ہو کہ جس کی بدولت ساری کائنات نسل وقوم اور ملک ووطن کے محدود دائروں سے آزاد ہو کر یکساں طور پر عدل وانصاف" امن وطمانیت اور خوشحالی ومعاشی رفاہیت سے مالامال ہو کر اس اعتراف پر مجبور ہو جائے۔ کہ وہ نظام کا اور آلہ وسیلہ ہے۔ مقصد حقیقی کے حصول کی آسانی راہ کا۔

بہرحال جب کہ اسلام کی دعوت اور اس کا پیغام کائنات کے تمام شعبہ ہائے زندگی پر حاوی، اور اس کا طریق کا ہمہ گیر وعالم گیر وحدت اجتماعی کا مبلّغ ہے۔ اس لئے اس کی رشد وہدائیت نہ صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہے بلکہ سعادت دارین سے وابستہ اور قائم ہے۔ اور دنیاوی زندگی کی سعادت ابدی سعادت کے لئے ذریعہ ووسیلہ ہے۔ تو بلاشبہہ اس کے لئے کسی طرح یہ موزوں نہیں تھا۔ کہ وہ زندگی کے اس مخصوص شعبہ (معاشی نظام) کو اپنے مکمل نظام سے علیحدہ کر کے خاص نظریات وعنوانات کے ساتھ ایک علیحدہ نظام کی حیثیت دیتا۔

بے شبہہ وہ ایک صالح معاشی نظام کا مالک ہے مگر وہ نظام بھی تمام دوسرے نظام ہائے زندگی کی طرح ایک مکمل نظام قانون (قرآن کریم) کا جزو ہے۔ اور اس سے علیٰحدہ اپنی مستقل زندگی نہیں رکھتا۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے اپنی مشہور کتاب حجتہ اللہ بالغہ میں صالح اقتصادی نظام کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے اس

ابدی سعادت کے حصول میں بھی اس کو اپنا رہنما و قائد تسلیم کرنے لگے۔ گویا اسلام کا "معاشی نظام" اس حیثیت سے ایک فلسفیانہ علم و فن نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو اس کی کاوشوں اور علمی و عملی موشگافیوں میں الجھا کر اصل مقصد سے محروم کر دے۔ بلکہ یہ معاشی نظام شعبہ ہے۔ ایک مکمل حقیقت کو نمایاں کیا ہے۔ کہ اسلام میں اقتصادی نظام کا اخلاقی اور مذہبی نظام سے کس قدر گہرا تعلق ہے۔

فرماتے ہیں۔

"جب پارسیوں اور رومیوں کو حکومت کرتے صدیاں گذر گئیں۔ اور دنیاوی تعیش کو انہوں نے اپنی زندگی بنا لیا۔ اور آخرت تک کو بھلا دیا اور شیطان نے ان پر غلبہ کر لیا۔ تو اب ان کی تمام زندگی کا حاصل یہ بن گیا کہ وہ عیش پسندی کے اسباب میں منہمک ہو گئے۔ ان میں کا ہر شخص سرمایہ داری اور تموّل پر فخر کرنے اور اترانے لگا۔ یہ دیکھ کر دنیا کے مختلف گوشوں سے وہاں ایسے ماہرین جمع ہو گئے جو بے جا عیش پسندوں کو داد عیش دینے کے لئے نت نئے طریقے ایجاد کرتے اور سامان عیش مہیا کرنے کے لئے عجیب و غریب دقیقہ سنجیوں اور نکتہ آفرینیوں میں مصروف نظر آنے لگے۔ یہاں تک کہ قوم کے اکابر اس جد و جہد میں مصروف و منہمک رہنے لگے کہ اسباب تعیش میں کس طرح دوسروں پر فائق ہو سکتے ہیں۔ اور کس طرح ایک دوسرے پر فخر و استکبار کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے امراء اور سرمایہ داروں کے لئے اس بات کو عیب اور عار سمجھا جانے لگا۔ کہ ان کی کمر کا پٹکا یا سر کا تاج ایک لاکھ روپیہ سے کم قیمت ہو۔ یا ان کے پاس عالی شان سر بفلک محل نہ ہوں۔ جن میں پانی کے حوض سرد و گرم حمام، بے نظیر باغ، ضرورت سے زائد نمائش کے لئے بیش قیمت سواریاں حشم و خدم اور حسین و جمیل باندیاں موجود ہوں۔ اور صبح و مسا رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوں۔ جام و سبو سے شراب ارغوانی چھلک رہی ہو۔ اور فضول عیاشی کے وہ سب سامان مہیا ہوں جو آج بھی تم عیش پسند حکمرانوں میں دیکھ رہے ہو۔ غرض یہ غلط اور گمراہ کن عیش پسندی ان کے معاشی نظام کا اصل الاصول بن گئی تھی اور کیفیت یہ ہو گئی تھی۔ کہ یہ تعیش صرف نواب اور امراء کے طبقہ ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ پوری مملکت میں ایک عظیم الشان آفت اور وبا کی طرح سرایت کر گئی تھی۔ عوام اور خواص سب میں یہی جذبۂ فاسد پایا جاتا تھا۔ جو ان کے معاشی نظام کی تباہی کے ساتھ ان کی مکمل اور جلد تباہی کا سبب بن رہا تھا۔

نتیجۃً مملکت کی اکثریت پر یہ حالت طاری ہو گئی۔ کہ دلوں کا امن و سکون عنقا ہو گیا تھا۔ ناامیدی اور کاہلی بڑھتی جاتی تھی۔ ایک بہت بڑی اکثریت رنج و آلام اور ادوار مصائب میں گھری نظر آتی تھی۔ اس لئے کہ ایسی مضطربانہ عیش پرستی کے لئے زیادہ سے زیادہ دولت و وسائل درکار تھے۔ اور وہ ہر شخص کو مہیا نہ تھے۔ البتہ اس کے لئے فرمانروائے مملکت، نوابوں اور حکام نے معاشی دستبرد اور لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔ طریقہ یہ اختیار کیا کہ کاشتکاروں، تاجروں محنت کشوں مختلف پیشہ وروں اور دیگر کارپردازوں پر طرح طرح کے ٹیکس عائد کر کے اُن کی کمر توڑ دی۔ انکار ٹیکس پر ان مظلوموں کو سخت ترین سزائیں دیں۔ مجبور کر کے انہیں ایسے گھوڑوں اور گدھوں کی طرح بنا دیا۔ جو آبپاشی اور ہل چلانے کے کام میں لائے جاتے ہیں کارکنوں اور مزدور پیشہ لوگوں کو اس قابل بھی نہ چھوڑا۔ کہ وہ اپنی حاجات و ضروریات کے لئے کچھ پیدا کر سکیں۔ القصہ یہ کہ ظلم و بد اخلاقی کی حد ہو گئی۔

پریشان حال اور افلاس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ انہیں اپنی اخروی سعادت و فلاح اور خدا سے رشتہ بندگی جوڑنے کے لئے بھی مہلت نہ ملتی تھی۔ اس فاسد معاشی نظام کا ایک مکروہ پہلو یہ بھی تھا۔ کہ جن صنعتوں پر نظام عالم کی بنیاد ہے۔ وہ اکثر یک قلم متروک ہو گئیں امراء و رؤساء کی مرضیات و خواہشات کی تکمیل ہی سب سے بڑی قومی خدمت اور سب سے بہتر شمار ہونے لگی۔

جمہور کی یہ حالت تھی کہ ان کی تمام زندگی بداخلاقیوں کا نمونہ بن گئی تھی اور ان میں سے اکثر کا گذارہ بادشاہوں کے خزانوں سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہو گیا تھا۔ مثلاً ایک طبقہ جہاد کئے بغیر باپ دادا کے نام پر مجاہدین کے نام سے وظیفہ خوری کر رہا ہے تو دوسرا مدبرین مملکت کے نام سے پل رہا ہے۔ کوئی حکمران اور امراء کی شان میں قصہ خوانی کر رہا ہے اور شاعری کے نام سے وثیقہ پا رہا ہے تو کوئی صوفی اور فقیر بن کر دعا گوئی کے زمرہ میں مالی استحصال کر رہا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کسب معاش کے بہترین طریقوں کا فقدان تھا اور ایک بڑی جماعت چاپلوسی مصاحبت، چرب لسانی اور دربار داری کو ذریعہ معاش بنانے پر مجبور ہو گئی تھی اور [illegible] ایسا فن بن گیا تھا جس نے ان کے [illegible] عالیہ اور ذہنی نشو و نما کی تمام خوبیاں مٹا کر پست و ارذل زندگی پر قانع کر دیا تھا۔ جب یہ فاسد مادہ وبا کی طرح پھیل گیا اور لوگوں کے دلوں تک سرایت کر گیا تو ان کے نفوس دنارت و خست سے بھر گئے۔ ان کی طبائع اخلاق صالحہ سے نفرت کرنے لگیں اور ان کے تمام اخلاق کریمانہ کو گھن لگ گیا۔ یہ سب کچھ اس فاسد معاشی نظام کی بدولت پیش آیا جو عجم و روم کی حکومتوں میں کارفرما تھا۔ آخر جب اس مصیبت نے ایک بھیانک شکل اختیار کر لی اور مرض ناقابلِ علاج حد تک پہونچ گیا تو خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھا اس کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اس مہلک مرض

کا ایسا علاج کیا جاتے کہ فاسد مادہ جڑ سے اکھڑ جاتے اور اس کا مکمل طور پر قلع قمع ہو جائے۔ خدائے بلند و برتر نے ایک نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اپنا پیامبر بنا کر بھیجا وہ آیا اور اس نے روم و فارس کی تمام رسوم کو فنا کر دیا اور عجم و روم کے رسم و رواج کے خلاف صحیح اصولوں پر ایک نئے نظام کی بنیاد ڈالی۔

اس نظام میں فارس و روم کے فاسد نظام کی قباحت کو اس طرح ظاہر کیا گیا کہ معاشی زندگی کے ان تمام اسباب کو یک قلم حرام قرار دے دیا، جو عوام و جمہور پر دستبرد کا سبب بنتے اور مختلف عیش پسندیوں کی راہیں کھول کر بے جا انہماک کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً مردوں کے لیے سونے چاندی کے زیورات اور حریر و دیبا کے نازک ملبوسات کا استعمال اور تمام انسانی نفوس کے لیے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہر قسم کے چاندی اور سونے کے برتنوں کا استعمال اور عالیشان توشکوں اور رفیع الشان محلات و قصور کی تعمیر اور مکانوں میں فضول زیبائش و نمائش وغیرہ کے یہی فاسد نظام کے ابتدائی منازل اور "معاشی نظام" کی تباہی کا منشا، و مولد ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس ہستی کو اخلاق کریمانہ اور نیک تہادی کے لیے معیار اور طاہر و پاک امور کے لیے میزان بنا دیا۔

اسی طرح ارتفاقات پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :

> "یہ واضح رہے کہ انبیاءؑ علیہم السلام کی بعثت کا منشا اگرچہ بالذات عباداتِ الٰہی سے متعلق ہے، مگر عبادات کے ساتھ ساتھ اس منشا میں رسومِ فاسد کو فنا کر کے اجتماعی زندگی میں بہترین نظام کا قیام بھی شامل ہے۔ اسی لیے پیغمبر خدا، صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے :
>
> بُعثت لاتمم مکارم الاخلاق
>
> میں اس لیے بھیجا گیا کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں ۔"

اسی لیے مقدس ہستی کی تعلیم میں رہبانیت کو اخلاقی حیثیت نہیں دی گئی، بلکہ انسانوں کے باہم اختلاط و اجتماع کی زندگی کو ترجیح دی گئی ہے، لیکن اس اجتماعیت کا امتیاز یہ قرار دیا کہ اس کے معاشی نظام میں نہ دولت و ثروت کو وہ حیثیت حاصل ہو جو عجمی حکمرانوں کے یہاں حاصل تھی اور نہ ایسی کیفیت ہو کہ تمدن سے بیزار دہقان اور وحشی لوگوں کی طرح ان کی معیشت ہو۔

اس مقام پر دو متعارض قیاس کام کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ نظامِ معیشت میں دولت و ثروت ایک محبوب و محمود شئے ہے، اس لیے کہ اگر وہ صحیح اصولوں پر قائم ہے تو اس کی بدولت انسانوں کا دماغی توازن اعتدال پر رہتا ہے۔ اور اس سے ان کے اخلاقِ کریمانہ صحیح اور درست رہتے ہیں۔ نیز انسان اس قابل بنتا ہے کہ دوسرے حیوانات سے ممتاز ہو۔ اس لیے کہ بیکسانہ اور مجبورانہ افلاس سوءِ تدبیر اور مزاج کے اختلال کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ نظامِ معیشت میں دولت و ثروت ایک بدترین چیز ہے جب کہ وہ باہمی مناقشات اور بغض و حسد کا سبب بنتی ہے۔ اور خود اہلِ دولت و ثروت کے اطمینانِ قلب کو تعب اور حریصانہ کدو کاوش کے زہر سے مسموم کرتی اور قوموں کو استحصال بالجبر اور دوسروں پر معاشی دستبرد کے لیے آمادہ کرتی ہے، کیوں کہ اس صورت میں یہ بد اخلاقی کے مرض میں مبتلا کر دیتی اور آخرت و یادِ الٰہی یعنی روحانی زندگی سے یکسر غافل و بے پروا بنا دیتی اور مظلوموں پر نت نئے مظالم کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ لہذا پسندیدہ راہ یہ ہے کہ دولت و ثروت نظامِ معیشت میں ایسا درجہ رکھتی ہو جو توسط و اعتدال پر قائم اور افراط و تفریط سے پاک ہو اور یہ صحیح معاشی نظام کے بغیر ناممکن ہے۔

اسلام نے اپنا یہ فرض اس طرح انجام دیا کہ اسود و احمر، عجم و عرب غرض تمام عالم کے لیے اپنے مکمل نظام (قرآن) میں نظامِ اقتصادی سے متعلق چند اصول اور بنیادی قوانین بیان کر دیئے۔ جو رہتی دنیا تک ہر عقلِ سلیم اور فطرتِ مستقیم کے نزدیک یکساں طور پر واجب العمل اور قابلِ قبول ہوں اور اس کی تشریح و [illegible] دورِ نبوت و خلافتِ راشدہ نے وہ عدیم النظیر عملی پروگرام پیش کیا جس کے حسن و جمال اور کمال اتمام کا اعتراف، دوست اور دشمن دونوں نے یکساں طور پر کیا اور جو کتابی فن بننے کی جگہ اپنے مقصد وجود کے لحاظ سے ہر فردِ انسانی کی خوش حالی و رفاہیت کا حامل و ضامن ثابت ہوا۔

شوگر

ذیابطیس
کا مکمل علاج۔

امراض پوشیدہ مردانہ و زنانہ کا خصوصی علاج

حکیم حافظ محمد یونس گولڈ میڈلسٹ عقب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ

محمد طیب شاہد ---------- خانیوال

یادِ رفتگاں

شیخ العرب والعجم السیدؒ حسین احمد مدنی - نور اللہ مرقدہٗ

مولانا مدنیؒ کی ذات اقدس محتاج تعارف نہیں دنیائے اسلام ایسے عظیم محدث، مفسر اور مفکر سے بخوبی واقف ہے۔ مولانا وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں قدرت نے اپنے محبوب کے روضۂ اقدس پر حدیث کا درس دینے کے لیے منتخب کیا جس مقام کی زیارت کی حسرت ہر مسلمان کے دل میں ہمہ وقت رہتی ہے اگر قدرت کسی کو منتخب کرے بھی تو سال میں ایک بار، لیکن اس عالم باکمال کو مکمل سولہ سترہ سال رضۂ رسول کی عطر بیز ہواؤں میں بیٹھ کر حدیث کا درس دینے کا اعزاز نصیب ہوا اور کئی دفعہ ہادیٔ کامل محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت سے بھی فیض یاب نصیب ہوئی چنانچہ خود رقم طراز ہیں :

> "ایک دفعہ حضور کی زیارت ہوئی تو آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ حضور نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے ؟ عرض کی حضرت جو کتابیں پڑھی ہیں وہ یاد ہو جائیں اور جو نہیں پڑھیں مطالعہ سے حل ہو جائیں۔ فرمایا جا سب کچھ تجھ کو دیا"

نہ دنیا مانگی نہ دولت و ثروت اگر مانگا تو صرف علم مانگا۔ آپ کا حلقہ درس اتنا وسیع ہوا کہ بیشتر عرب کے [illegible] معاصرانہ چشمک پر اتر آئے آپ سے [illegible] تشنگان علوم دینیہ نے فیض حاصل کیا [illegible] اس صافی چشمہ سے علوم کی پیاس بجھائی۔ دنیا میں جو برگزیدہ ہستی آئی جہاں اس کے عقیدت مندوں کا زور ہوتا ہے وہاں اس کامل ہستی پر کیچڑ اچھالنے والے تہی قسمت بھی ہو جاتے ہیں۔ تاریخ عالم پر اگر نظر دوڑائی جائے تو کوئی ہستی ایسی نظر نہیں آئے گی جس پر الزام تراشی کر کے اس کے درجات کی بلندی کا سامان بہم نہ پہونچایا گیا ہو۔ ایسا ہی عمل اس سیدزادے قرآن و حدیث کے ترجمان کے ساتھ ہونا یقینی امر تھا۔ جہاں آپ کے عقیدت مند لاتحصیٰ و لاتعداد ہیں، وہاں چند گنے چنے ناعاقبت اندیش آپ کی ذات پر کیچڑ اچھالنے میں پیش پیش ہیں کیوں کہ حضرت مدنیؒ کا جرم یہ ہے کہ انھوں نے انگریز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی، اور تلواروں کے سائے میں بھی حق کہنے سے دریغ نہ کیا۔

انہی عاقبت خراب فرنگی پرستوں کی انتھک کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ علامہ اقبال مرحوم کو بھی حضرت مدنیؒ کی ذم میں چند شعر کہنے کی جسارت ہوئی، لیکن جب علامہ کو حضرت کا صحیح مؤقف معلوم ہوا تو رجوع کر لیا، مگر انگریز کے نمک خوار چالیس سال بیت جانے کے باوجود ابھی تک وہ علامہ مرحوم کی رباعی سے ہمالہ سر کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ نتیجتاً حضرت مدنیؒ کے مقامات بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ان کی عاقبت برباد۔

تحریکِ آزادی میں جو کارنامے علماء حق نے انجام دیئے ہیں ان کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ خصوصاً جو کارنامے اس تحریک ولی اللہی کے علمبردار، شمع محمودیؒ کے پروانے، گلستانِ گنگوہیؒ کے گل سرسید اور بحرِ امدادیؒ کے غواص نے انجام دیئے تاریخ انہیں کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

جس نے اپنی عمر کا نصف حصّہ قید و بند کی پُرخار راہوں میں گزار دیا افسوس کہ اس آزادی کے پیامبر کو آزادی کے باب سے خارج کرنے کی سعی لاحاصل کی جا رہی ہے۔ جس نے صرف ہندوستان کی آزادی نہیں، بلکہ پورے ایشیا کی آزادی کا علَم ۱۹۲۳ء میں بلند کیا۔ جس وقت بڑے سے بڑا لیڈر بھی آزادی کا نام لینے سے گھبراتا تھا۔ خدا ان علماء حق پر اپنی رحمتوں کی گھٹائیں برسائے جنہوں نے دل خراش مصائب، جگر گداز مظالم اور جانگسل شدائد کو خندہ پیشانی اور صبر و شکر سے برداشت کیا، مگر سرزمینِ ہند پر قرآن و حدیث کا علَم اس طرح بلند کر گئے کہ قیامت تک سرنگوں نہ ہو گا۔

ایسے بزرگوں کے خلاف مغربی تہذیب کے لوگ کیچڑ اچھالیں تو کوئی بات نہیں، لیکن ۱۴ر اگست ۱۹۷۵ء کے نوائے وقت میں خلیل احمد قادری صاحب کا سید ابوالحسناتؒ کے مضمون میں حضرت مدنیؒ کے بارے میں چند کلمات نظر سے گذرے تو بہت دکھ ہوا کہ سید خلیل احمد ایسے شخص سے ایسی توقع نہ تھی۔ اگر وہ حضرت مدنیؒ کے خلاف فردِ جرم لگانے سے قبل وہ ذاتی مفادات بھی لکھ دیتے جن کی خاطر حضرت نے کانگریس سے اتحاد کیا تھا، تو بہتر ہوتا۔ ان کے والد گرامی ہمیشہ علماء دیوبند کا احترام کرتے رہے کم از کم ان کو اپنے والد محترم کے

بقیہ ۱۸

ابوالحسن قاسمی احمدپور شرقیہ

اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ

حضرتؓ فاروق اعظمؓ کا تاریخی فیصلہ!

اسلام کی فوج ظفر موج جب عدل و انصاف کے چشمے بہاتی ہوئی شام کے میدانوں میں پہونچی تو وہاں جن مسیحی سلاطین و امراء نے راستہ روکا ان میں شاہ غسان جبلہ بن ایہم بھی تھا۔ یہ جبلہ وہی تھا جس نے شہنشاہ روم کی امداد سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر جب حضورؐ تیس ہزار جاں فروش مسلمانوں کو لے کر خود شام کی طرف بڑھے تو اس کی ہمت پست ہوگئی اور اس نے راہِ فرار اختیار کی۔

حضورؐ کی وفات کے بعد جب ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی تو شاہ غسان نے اس آگ کو ہوا دینے کی پوری کوشش کی مگر حضرت صدیق اکبرؓ کی شجاعت و فراست نے دشمنانِ اسلام کی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

اس فتنہ سے نجات پانے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے لشکر اسلام کے سیلاب کا رخ شام اور ایران کی طرف پھیر دیا۔ تاکہ فتنہ کی جڑوں کو اکھاڑ کر پھینک دیا جائے اور دنیا رومی و ایرانی شہنشاہیت کے طوق کو گلے سے اتار کر اسلامی عدل و مساوات کے سایہ رحمت میں آجائے۔

جبلہ ابن ایہم جو شہنشاہ روم کے ماتحت ملک شام کا فرمانروا تھا۔ کچھ مدت تک اسلامی فوجوں کی مزاحمت کرتا رہا، مگر جلد ہی اسے معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنا تقدیر الٰہی سے ٹکرانا ہے۔ آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور بطورِ اظہارِ اطاعت، اسلامی دارالخلافہ مدینہ منورہ میں حاضری کی اجازت چاہی۔

”حضرت فاروق اعظم نے لکھ بھیجا کہ بے تکلف آؤ۔ اسلام لانے کے بعد تم میں اور ہم میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہا“

جبلہ بڑی شان کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ ریشم اور زربفت کی زرنگار وردیوں میں ملبوس دو سو سپاہیوں کا ایک دستہ اسے اپنی حفاظت میں لیے ہوئے تھا۔ اس کے سر پہ خاندان غسان کا تاریخی تاج جگمگا رہا تھا جس میں کبوتر کے بیضہ کے برابر وہ موتی جو خاندان کے مورث اعلیٰ ماریہ کی یادگار تھے۔ اپنی بہار دکھلا رہے تھے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے مسلمانوں کو اس کے خیر مقدم کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ کے بازاروں میں دو رویہ مردوں کے ٹھٹ لگ گئے اور عورتوں نے جھروکوں اور کھڑکیوں میں سے اس کے شاہانہ جلوس کا نظارہ کیا۔ یوں تو بے شمار امراء اسلام کے جھنڈے کے آگے سرنگوں ہو چکے تھے، مگر شاہ غسان کے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں آنے کی خوشی کچھ اور تھی۔ یہ وہ بادشاہ تھا جو چند سال پہلے مدینہ منورہ میں فاتحانہ داخل ہونے کے خواب دیکھ رہا تھا اور آج ایک مفتوح کی حیثیت سے خلیفۂ اسلام کی دست بوسی کے لیے حاضر ہو رہا تھا۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اپنے معزز مہمان کی، جو آپ کا دینی بھائی بھی تھا، شایانِ شان عزت و تکریم کی اور اس کی شاہانہ خاطر و مدارات کا حکم دیا۔

جبلہ بن ایہم کو ابھی مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تھوڑی ہی مدت گذری تھی کہ حج کا زمانہ آگیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے حج کا ارادہ کیا تو جبلہ نے بھی ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت فاروق اعظم نے بخوشی اس کی درخواست کو قبول کیا اور اسے اپنے ساتھ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

حج کے زمانے میں حرم شریف میں اسلامی دنیا کے ہر حصہ کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اسی ہجوم میں جبلہ ابن ایہم بھی ایک دن خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اس کے قیمتی تہبند کا ایک کونہ قبیلہ فزارہ کے ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا۔ جبلہ غصہ سے کانپ اٹھا اور اس نے بے ساختہ فزاری کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ جبلہ تو سمجھتا تھا کہ ایک بادشاہ کی برسرِعام توہین کی یہ سزا بالکل معمولی ہے، مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اسلام کی نگاہ میں شاہ و گدا کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اسکی بارگاہ انصاف و مساوات میں دونوں یکساں ہیں۔ فزاری نے دربار خلافت میں جبلہ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ مقدمہ حضرت فاروق اعظمؓ کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے حکم دیا:

"شاہ غسان! فزاری سے معافی مانگ لے اور اسے رضامند کرے، ورنہ اس سے بر سرِ عام قصاص لیا جائیگا"

جبلہ نے حیرت سے کہا:

"مَیں بادشاہ ہوں اور مدعی رعیت کا ایک معمولی فرد ہے وہ مجھ سے کس طرح قصاص لے سکتا ہے؟"

حضرت فاروق اعظمؓ نے جواب دیا:

"اسلام نے بادشاہ اور رعایا کو مساوی کر دیا ہے۔ دونوں خداوندِ احکم الحاکمین کے غلام اور اس کے احکام کے پابند ہیں۔ اسلام کے قانون میں اگر کسی کو کوئی بڑائی حاصل ہے تو وہ اس بنا پر ہے کہ وہ احکامِ خداوندی کا زیادہ پابند ہے"

جبلہ نے کہا:

"تو مَیں پھر دوبارہ عیسائی مذہب اختیار کر لوں گا"

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

"قبولِ اسلام سے پہلے تو تمہیں اختیار تھا، عیسائی رہتے، مگر اسلام کو قبول کرنے کے بعد اسلام چھوڑنے کی سزا قتل ہے"

جبلہ نے کہا:

"اچھا آپ مجھے ایک دن کی مہلت دیجیے تاکہ مَیں اس معاملہ پر غور کر کے کوئی فیصلہ کر سکوں"

حضرت فاروق اعظمؓ نے اسکی درخواست کو منظور فرما لیا۔

جبلہ نے یہ بہانہ اس لیے کیا تھا کہ وہ رات کے اندھیرے میں خفیہ طور پر مدینہ منورہ سے نکل بھاگے۔ وہ قسطنطنیہ، قیصرِ روم کے دربار میں پہونچ کر دوبارہ عیسائی ہو گیا۔ قیصرِ روم نے اس کو انعام و اکرام سے نوازا اور جشن قرار جاگیر دے کر اسے ایک منصب خاص بنا لیا۔ شام کے میدانوں میں مسلمانوں سے رومیوں کے جو معرکے ہوئے ان میں شہنشاہِ روم نے جبلہ سے بہت مدد لی۔ بظاہر جبلہ ابن ایہم کو ہاتھ سے دے کر مسلمانوں کو کافی نقصان ہوا مگر اسلام کو حقیقتاً اس سے بیش قرار فائدہ پہونچا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلہ نے تاریخ میں اسلامی عدل و انصاف کے جو سنہری نقوش ثبت کر دیئے ہیں وہ ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے اور رہتی دنیا تک یہ پیغام سناتے رہیں گے کہ: "اسلام کی صفوں میں داخل ہونے کے بعد شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں ہے"

بقیہ۔ یادِ رفتگاں

مشن کے خیال سے اس "کارِ خیر" میں حصہ نہیں لینا چاہیے تھا۔

ایک دفعہ چٹان میں ایک واقعہ پڑھا تھا کہ جالندھر کے ریلوے اسٹیشن پر چند مسلم لیگی طلباء نے حضرت پر سب و شتم کیا۔ حتیٰ کہ آپکی ڈاڑھی مبارک کی توہین کی، لیکن حضرت نے صبر کیا۔ انہی طلباء کے بارے میں علامہ عطاءی نے لکھا تھا کہ

"جنہوں نے حضرت کی توہین کی ہے ان کی لاش کو دفن کرنے کے لیے زمین جگہ نہیں دے گی"

ہُوا بھی یہی کہ حضرت کی داڑھی کی توہین کرنے والا لائل پور میں قتل و خون کا شکار ہوا اور پولیس اس کی لاش تلاش کرنے میں ناکام رہی۔

ع: شائد کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات!

اپیل

دین دار اور مخیر حضرات سے گذارش ہے کہ مدرسہ ھٰذا پانچ ہزار روپیہ کا مقروض ہے ناگوار حالات کی وجہ سے قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے، لہٰذا آپ صاحبان سے گذارش ہے کہ آپ اپنی خیرات و زکوٰۃ سے اللہ کی رضا کے واسطے اسی مدرسہ کے لیے حصہ مقرر فرما کر اجرِ دارین حاصل کریں۔

مدرسہ ھٰذا مع مسجد زیرِ تعمیر ہے برلب جرنیلی روڈ جو مدرسہ کا بڑا حصہ ہے اور چھوٹا حصہ گاؤں گالوچ کے اندر بواتے مقامی طلباء و طالبات زیرِ تعمیر ہے۔

من جانب:

اراکین مدرسہ عربیہ احیاء العلوم

واقع گالوچ ڈاک خانہ دیولی ضلع سوات

"محض درسِ نظامی کی کتابیں پڑھنے پڑھانے کا نام دیوبندیت نہیں ہے"

مسلکِ علمائے دیوبند

"ضرورت تھی کہ اربابِ حق کے مسلک کو واضح کیا جائے۔ اس سلسلہ میں یہ مقالہ

از قلم حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ، مہتمم دار العلوم دیوبند

عمدہ تحقیق، علمی بصیرت و انصاف سے مرتب کیا گیا ہے" (پیش لفظ: علامۃ العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ)

عمدہ کتابت، بہترین طباعت، اعلیٰ کاغذ، خوبصورت پلاسٹک کور۔ تعداد محدود ہے آج ہی منگوا لیئے اور مطالعہ کیجئے۔ قیمت =/۶ روپے۔ ملنے کا پتہ:

[illegible] ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور بالمقابل [illegible]

طلباء کی دنیا

رپورٹنگ محمد یوسف ولی اللّٰہی

اسلامی انقلاب برپا کرنے والے طلباء کے لئے علماء حق کی قیادت نہایت ضروری ہے

حضرت مولانا
سعید احمد رائپوری مدظلہ

دینی مدارس کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے گا۔ قائد طلباء محمد اسلوب قریشی

لودھراں (ضلع ملتان) میں ایک تربیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سعید احمد رائپوری مدظلہٗ نے فرمایا کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے والے نوجوانوں کے لئے علماء حق کی قیادت انتہائی ضروری ہے۔ اور یہ فخر صرف جمعیۃ طلباء کو حاصل ہے۔ کہ یہ علماء حق کی قیادت میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی جدوجہد کر رہی ہے لہٰذا یہی جماعت ملک میں اسلامی انقلاب لا سکتی ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ حکومت دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لے کر اسلام کو ختم کرنے کی ایک سازش کر رہی ہے۔ انھوں نے حکومت کے اس اقدام کی سخت مذمت کی۔

جناب حافظ محمد طاہر ناظم عمومی پنجاب اور سید سعید احمد عرفانی نے بھی تربیتی کنونشن میں طلباء سے خطاب کیا۔

قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی نے اپنے ایک بیان میں اس بات کا پھر عزم کیا ہے کہ دینی مدارس کا ہر حال میں تحفظ کیا جائے گا اور حکومت کی یہ مذموم کوشش پوری نہیں ہونے دی جائے گی۔ جس کا مقصد اسلام کو ختم کرنا ہے اور علمائے حق کا گلا گھونٹنا ہے۔ تاکہ حکومت کے خلاف ان مدارس سے پیدا ہونے والے حضرات اعلاء کلمۃ الحق کے فریضے کی انجام دہی سے قاصر رہ سکیں۔ جیسے ماضی و حال میں ان مدارس سے پیدا شدہ عظیم شخصیات حضرت مولانا محمود الحسن رح مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبید اللہ سندھی رح، مولانا ابوالکلام آزاد رح، مولانا احمد علی لاہوری رح، سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح اور قائد جمعیۃ حضرات مولانا مفتی محمود مدظلہ نے فریضہ اعلاء کلمۃ الحق انجام دیا۔ اور دے رہے ہیں۔

تنظیمی دورہ

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب رانا شمشاد علی خاں نے درج ذیل ضلعوں کا تنظیمی دورہ کیا۔

گوجرانوالہ:۔ (گوجرانوالہ شہر، وزیر آباد، حافظ آباد، گکھڑ منڈی) ضلع گوجرانوالہ کے دورہ کے دوران مولانا زاہد الراشدی اور جناب محمد فاروق ناظم عمومی گوجرانوالہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

سیالکوٹ:۔ (ڈسکہ، سیالکوٹ شہر، [illegible] اور سمبڑیال) ضلع سیالکوٹ کے دورہ کے دوران جناب محمد طارق اور جناب محمد اسلم بھی ان کے ہمراہ تھے۔

جہلم:۔ (جہلم شہر، دینہ، کالا گجراں، ٹالیاں والا اور چکوال) یہاں ان کے ہمراہ جناب ڈاکٹر کیپٹن عبدالشکور ضلعی صدر جناب بدر الاسلام ضلعی ناظم عمومی جناب امجد نواز اور عبدالمجید تھے

گجرات ——— (پنجن کسانہ)

درج بالا مقامات پر تنظیمی اجتماعات بھی ہوئے۔ اور رانا صاحب نے انفرادی ملاقاتیں بھی کیں۔ انھوں نے ان مقامات پر جلسوں سے مختلف عنوانات پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں۔ اور علماء حق سے وابستگی اختیار کریں۔ کیونکہ علماء ہی اس ملک میں صحیح طور پر اسلامی انقلاب لا سکتے ہیں۔

شمولیت

درج ذیل طالب علموں نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ جناب محمد طاہر ساغر گورنمنٹ سٹی ہائی سکول بہاول نگر،
(انجمن طلباء اسلام سے مستعفی ہو کر)
۲۔ جناب ضیاء الدین گورنمنٹ کالونی ہائی سکول بہاول نگر،
۳۔ " محمد امین " " " " "
۴۔ " محمد ندیم شہزاد " " " "
۵۔ " سہیل ذلفی "
۶۔ " محمد عبداللہ " "
۷۔ " محمد اسلم گورنمنٹ ڈگری کالج بہاولنگر
۸۔ " کرامت علی گورنمنٹ کمپری ہنسو ہائی سکول بہاولنگر،
۹۔ " نعیم اللہ مدرسہ جامع العلوم عید گاہ "
۱۰۔ " غلام مصطفےٰ گورنمنٹ اسلامیہ مڈل سکول "
۱۱۔ جناب غلام مرتضےٰ گورنمنٹ اسلامیہ مڈل سکول بہاولنگر۔
۱۲۔ " سرفراز احمد گورنمنٹ ہائی سکول بہاولنگر،
۱۳۔ جناب فاروق سیحاب کمالیہ (ناظم نشریات اسلامی جمعیۃ طلباء)
۱۴۔ " عمران شاہد " (صدر این ایس ایف)

انتخابات

خان پور —— (ضلع رحیم یار خاں)

کنوینیںگ کمیٹی :-

کنوینیر : جناب عبداللہ کھوکھر
ممبران کمیٹی : 〃 محمد نواز
〃 محمود احمد
〃 عطاء محمد

ترتوپہ —— (ضلع کیمبلپور)

صدر : جناب عبدالصمد خاں
نائب صدر : 〃 نجابت خاں
ناظم عمومی : 〃 جمیل خاں
ناظم : 〃 سردار خاں
ناظم نشریات : 〃 محمد افضل خاں
خازن : حافظ عبدالرحمان

شاہ کوٹ —— (ضلع شیخوپورہ)

صدر : جناب محمد شرف
نائب صدر : 〃 خالد محمود
ناظم عمومی : 〃 محمد ارشد کمال
ناظم : 〃 حافظ عبدالرحیم
ناظم نشریات : 〃 محمد طیب

کوٹ عبدالمالک —— (ضلع شیخوپورہ)

صدر : جناب غلام مصطفٰے
نائب صدر : 〃 محمد ریاض
ناظم عمومی : 〃 خواجہ فرحت حمید
ناظم : 〃 نصراللہ خاں
ناظم نشریات : 〃 محمد ارشد

چوہڑ کانہ —— (ضلع شیخوپورہ)

صدر : جناب عبدالرحمان
نائب صدر : 〃 حافظ محمد رمضان
ناظم عمومی : 〃 احسان الحق

ناظم : جناب عبدالرشید
ناظم نشریات : 〃 عبدالمجید
خازن : 〃 ممتاز احمد قریشی

منڈی فیض آباد (ضلع شیخوپورہ)

صدر : جناب خادم حسین تبسم
نائب صدر : 〃 مظفر علی
ناظم عمومی : 〃 محمد شفیق
ناظم نشریات : 〃 خادم حسین خادم
خازن : 〃 منظور احمد

گروہاں والا —— (ضلع شیخوپورہ)

صدر : جناب رانا محمد اقبال
نائب صدر : 〃 محمد بشیر
ناظم عمومی : 〃 محمد اختر
ناظم : 〃 محمود الحق
خازن : 〃 محمد شریف

خانقاہ ڈوگراں —— (ضلع شیخوپورہ)

کنوینر : جناب عبدالحمید

ضلع شیخوپورہ

کنوینر : جناب رضی الرحمان
ممبران کنوینںگ کمیٹی : جناب رشید احمد
جناب نصیر احمد خاں
جناب عبدالحکیم، جناب ضیاء الرحمان
جناب ممتاز احمد قریشی، جناب شیخ عبدالکریم
جناب خواجہ فرحت حمید، جناب محمد خالد ندیم
جناب محمد اشرف "

حاصل پور (ضلع بہاولپور)

صدر و خازن : جناب ملک محمد اسلم غوری
نائب صدر : 〃 رشید احمد اختر
: جناب ملک اقبال ظفر
ناظم عمومی : 〃 رشید احمد غوری
ناظم : 〃 عبدالستار شاد
ناظم نشریات : 〃 عمر فاروق
ناظم دفتر : 〃 محمد اختر

گورنمنٹ ہائی سکول حاصل پور

کنوینر : جناب حافظ عبدالشکور
معاون : 〃 محمد جاوید علوی

حاصل پور شہر

کنوینر : جناب جاوید احمد
معاون : 〃 راؤ دوست محمد

مدرسہ احیاء العلوم —— حاصلپور

کنوینر : جناب حافظ اللہ وسایا
معاون : 〃 محمد قاسم

سمبڑیال (ضلع سیالکوٹ)

صدر : جناب لطف اللہ
ناظم عمومی : 〃 سلمان منیر

سپورٹس کا افتتاح

صوبائی صدر جناب رانا شمشاد علی خاں نے حافظ آباد میں جمعیۃ طلباء اسلام کی انصار الاسلام ہاکی اور فٹ بال کلب کے زیر اہتمام ٹورنامنٹ کا افتتاح بھی کیا۔ تماشائیوں نے تالیاں بجا بجا کر مہمان خصوصی جناب رانا صاحب کا استقبال کیا۔

انہوں نے کہا کہ طلباء کو زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کی سربلندی ذہن میں رکھتے ہوئے حصہ لینا چاہیئے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ انصار الاسلام کلب حافظ آباد بھائی چارے کے لئے بھی اعلیٰ مثال ثابت ہو سکتی ہے۔ آخر میں صوبائی صدر نے حافظ آباد کی اس کوشش کو سراہا۔ اور مقامی شاخ نے اسلامی انقلاب کے لئے جدوجہد کا رانا صاحب کو یقین دلایا۔

ملک میں جلد قرآن و سنت کا قانون نافذ کیا جائے

آفات ارضی و سماوی اسلام سے روگردانی کا نتیجہ ہیں!!

امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ

جمیعۃ علماء اسلام آزاد جمو وکشمیر بنگوئیں کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت قاری جمیل الرحمن صاحب بمقام جامع مسجد بنگوئیں منعقد ہوا جس میں ملک کی بگڑی ہوئی صورت حال پر غور کیا گیا۔ اجلاس سے مولانا محمد الطاف صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے لیے قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جب تک ہم اس پر نہیں چلیں گے۔ ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ پہلے خود ہمیں اسلام پر چل کر عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے مولانا محمد آزاد جنرل سیکرٹری جمیعۃ علماء اسلام آزاد جموں وکشمیر بنگوئیں نے بھی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اس وقت بہت نازک دور سے گذر رہے ہیں۔ دشمنان اسلام اور دشمنان ملک اس وقت سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں ان کے مقابلے کے لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں

جنرل سیکرٹری مولانا محمد آزاد صاحب نے اعلان کیا کہ پورے آزاد کشمیر کے علماء کا ایک ہنگامی اجلاس ۲۰ ؍ اگست بمقام ارجہ طلب کیا گیا ہے۔ سب حضرات تاریخ نوٹ کر لیں

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کیلئے دعائے صحت کی اپیل

جمیعۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ ممبر قومی اسمبلی اکوڑہ خٹک پر پچھلے ماہ ۱۳ ؍ جولائی کو قلب کا شدید دورہ پڑا۔ انہیں قریبی ہسپتال کمبائنڈ ملٹری ہسپتال نوشہرہ صدر میں داخل کیا گیا۔ ملک کے ممتاز معالجین ان کے علاج میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ چند دن تکلیف زیادہ رہی۔ اب بحمد للہ رو بصحت ہیں۔ تاہم ضعف کی شدت کی وجہ سے اب تک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ تمام قارئین سے التماس ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کی صحت کاملہ عاجلہ اور عافیت و سلامتی کے لیے تضرع و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

تحصیل نوشہرہ کے سیلاب زدہ علاقوں کی خاص مدد کی جائے

نوشہرہ۔ تحصیل نوشہرہ سے قومی اسمبلی کے رکن اور جمیعۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک نے تحصیل نوشہرہ پبی اور دیگر علاقوں کے سیلاب سے شدید نقصان پر شدید افسوس کا اظہار کیا ہے۔ مولانا نے سی ایم ایچ نوشہرہ صدر سے بستر علالت سے اپنے جاری کردہ بیان میں صوبائی حکومت سے پر زور اپیل کی ہے کہ اس تحصیل کے سیلاب سے متاثر علاقوں کی خصوصی مدد کی جائے اور مستقل بنیادوں پر پشتوں کی تعمیر، نالوں کی کھدائی وغیرہ کی صورت میں سیلاب کے انسداد کی تدبیریں کام میں لائی جائیں۔ مولانا عبدالحق نے کہا کہ پچھلے سال بھی سیلاب کے بعد میں نے تحصیل نوشہرہ کے بارہ میں ایسی تجاویز حکومت کو پیش کیں۔ مگر ان پر اب تک غور نہیں کیا گیا۔ نہ منظور شدہ امداد مستحق افراد تک پہنچائی گئی۔

جمیعۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کا ماہانہ اجلاس

ٹنڈو آدم۔ جمیعۃ علماء اسلام ضلع سانگھڑ کا ماہانہ اجلاس بمقام گوٹھ اللہ داد خان لغاری منعقد ہوا جس میں ضلع بھر کی مختلف شاخوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ اجلاس سے مولانا سید محبوب شاہ اور محمد عرفان قادری نے خطاب کیا۔ مولانا سید محبوب شاہ صاحب نے سندھی زبان میں علماء حق کے کارنامے بیان کیے اور عوام کو علماء سے تعاون کی اپیل کی۔ محمد عرفان قادری نے جمیعت علماء اسلام کے اغراض و مقاصد بیان کیے

ایم اے کلاسز میں داخلہ

پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کے (تمام شعبہ جات میں) داخلہ کی آخری تاریخ ۲۷ اگست ۱۹۷۵ء ہے۔

مدرسہ عربیہ تجوید القرآن حقانیہ کا عظیم اجتماع!

22 اگست 1975

امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ تبدیلیٔ آب و ہوا کے لیے گذشتہ دنوں کوئٹہ میں قیام پذیر تھے۔ اس دوران بلوچستان کے عوام و علماء آپ سے بھرپور استفادہ کرتے رہے۔ حضرت مدظلہ بھی علالت و کمزوری کے باوجود مختلف دینی پروگراموں میں شرکت فرماتے رہے۔ مدرسہ تجوید القرآن حقانیہ سراب روڈ کوئٹہ کے مہتمم مولانا قاری عبدالحق صاحب حقانی نے مدرسہ کی چار دیواری میں جلسہ کا اہتمام کیا۔ حضرت بھی تشریف لائے۔ عوام و خواص کا بے پناہ ہجوم تھا۔ بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے سفر کر کے لوگ شریک ہوئے۔ حضرت نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ملک میں جلد قرآن و سنت کا قانون نافذ کیا جائے اس ملک پر اب تک جس قدر آفاتِ ارضی و سماوی آئی ہیں وہ سب قرآن و سنت سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔ آپ نے مولانا عبدالحق حقانی کی خدمات کو سراہتے ہوئے مخیر حضرات سے اپیل کی کہ وہ مدرسہ سے ہر قسم کا تعاون کریں

کارروائی اجلاس جمعیۃ ضلع تھرپارکر۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع تھرپارکر سندھ کی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس بمقام ڈگری منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض محترم حکیم مولانا دین محمد صاحب نے انجام دیئے۔ ضلع بھر کی تمام شاخوں کے تمام نمایندوں نے شرکت کی۔ امیر ضلع و ناظم عمومی نے حالات حاضرہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے جماعتی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کی تلقین کی۔ جدید ممبر سازی اور گوجرانوالہ آل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کنونشن کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کا عزم کیا گیا۔

ایک قرار داد کے ذریعے مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ، مولانا محمد زکریاؒ۔ مولانا عبدالقدیرؒ مولانا سلطان احمد رتا ڈیروی اور پیر سعید احمد صاحبؒ کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا اور تمام حضرات کے لیے دعاء مغفرت کی گئی۔ حضرت مفتی صاحب، حضرت درخواستی اور حضرت دین پوری کی صحت کے لیے دعا کی گئی۔

مدرسہ عربیہ دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ کوٹ ادو ضلع مظفر گڈھ

فون نمبر ۱۶۵

۱- ایک خالص دینی و مذہبی ادارہ ہے جس کی بنیاد شیخ التفسیر و حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی ہے۔

۲- جس میں کثیر التعداد طلباء مقامی و بیرونی زیر تعلیم ہیں۔ بیرونی طلباء کے لیے ضروریات زندگی کا مدرسہ خود کفیل ہوتا ہے۔

۳- قرآن مجید، حفظ و ناظرہ و کتب عربی و فارسی کی تعلیم کا مکمل انتظام ہے۔

۴- باقاعدہ دار الافتاء بھی قائم ہے جس میں ملک بھر کے سینکڑوں فتاوے مفت دیئے جاتے ہیں۔

۵- امسال شدید ضرورت کے پیش نظر تعمیر کا کام بھی خاصہ ہوا ہے۔

التماس: دارالعلوم کی جملہ ضروریات مخیر حضرات کے صدقات و عطیات سے پورے کیے جاتے ہیں۔ حسب دستور سابق ارباب خیر اور دینی ذوق رکھنے والے بزرگوں سے التماس ہے کہ زکوٰۃ، خیرات، عطیات کی مد سے مدرسہ کی اعانت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

تصدیق: شیخ الحدیث، امیر مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری مہتمم دارالعلوم نیو ٹاؤن کراچی۔

دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو ایک دینی درسگاہ ہے اور ہر قسم کی اعانت و امداد کا مستحق ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ارباب خیر توجہ دلاتا ہوں کہ اس کی امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں (مولانا) محمد یوسف بنوری۔

ارسالِ صدقات و زکوٰۃ کا پتہ:

محمد مسعود

مہتمم مدرسہ عربیہ دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڈھ۔

جدید داخلہ

دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ کا نیا داخلہ حسب سابق ۱۰ شوال المکرم سے شروع ہو کر ۲۰ شوال المکرم تک جاری رہے گا۔ درس نظامی کی ابتدائی کتب تا مشکوٰۃ شریف و ہدایہ آخرین و جلالین و بیضاوی شریف تمام کتب درسیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ہی فاضل عربی کی مکمل تیاری گذشتہ سالوں کی طرح کرائی جائے گی۔ اس کے علاوہ حفظ و ناظرہ کے درجوں میں پورا تعلیمی بندوبست ہے۔ مدرسہ میں طلبہ کے تمام جائز و ضروری مصارف اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے پورے ہوتے ہیں۔ طلبہ کو نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ تعلیم و تدریس کا انتظام بھی اللہ کے فضل و کرم سے معقول ہے اور زیادہ ترقی کے لیے کوشش جاری ہے دینی درد رکھنے والوں سے درخواست ہے۔ خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے تمام مصارف خزانہ غیب سے پورے فرمائے۔ (آمین)

مولانا عبید اللہ سندھیؒ

تاریخ کے آئینہ میں!

گذشتہ چند ماہ سے ایک منظم و مربوط سازش کے تحت تحریک آزادیٔ وطن میں بیش بہا قربانیاں دینے والے علماء اکابر کے خلاف جس طرح خبث باطن کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد اور امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے خلاف۔

اب ضرورت ہے کہ ان اجلّہ اکابرین کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والوں کا تحریری و تقریری ایکشن لیا جائے۔

اس سلسلہ میں ادارہ انقلاب فکر لائل پور کی طرف سے مولانا عبد الرشید انصاری بانی ادارہ نے ۲۴/ اگست بروز اتوار کو ایک سیمنار کا اہتمام کیا ہے جس میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کو دینی، ملی، ملکی اور قومی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا جائے گا

مہمانِ خصوصی

جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

شرکاء

مولانا سعید احمد رائے پوری، پروفیسر محمد سرور صاحب، قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ جناب حکیم آزاد شیرازی، جناب محمد مقبول عالم اور دیگر صحافی، ادیب، دانشور اور طالب علم رہنما و مزدور لیڈر۔ واضح رہے کہ ۲۲/ اگست کو مولانا کا وصال ہوا تھا۔

ایک مدرس کی ضرورت

دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ کو ایک ایسے لائق مدرس کی ضرورت جو کتب عالیہ، کتب موقوف علیہ اور دورۂ حدیث پڑھا سکے تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ مہتمم دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ حضرت مولانا فیروز خان صاحب۔ ناظم حافظ بشیر احمد صاحب

انتخابات

کراچی مشرقی:

سرپرست مولانا سید حسن المآب صاحب

امیر: مولانا غلام صمدانی صاحب۔ نائب امیر: ۱ مولانا قاضی قطب الدین صاحب۔ ۲ مولانا خان محمد صاحب۔ ناظم عمومی مولانا حضرت ولی صاحب ناظم: ۱ قاری یونس صاحب۔ ۲ مولانا محمد حسین شاہ صاحب۔ ناظم نشریات محمد اسحاق اگروری خازن مفتی احمد الرحمن صاحب۔ سالار صوبیدار گل عنایت شاہ۔ معاون سالار مولانا تاج محمد صاحب

حلقہ بنگوئیی آزاد کشمیر۔

امیر مولانا محمد الطاف صاحب۔ نائب امیر: مولانا محمد حنیف صاحب۔ ناظم عمومی مولانا محمد آزاد صاحب۔ ناظم امیر الدین شاہ صاحب۔ ناظم مالیات: مولانا محمد صادق صاحب۔ ناظم نشریات قاری لیاقت حسین صاحب۔

کراچی سنٹر

سرپرست مولانا محمد زکریا صاحب۔ امیر: مولانا نور الہدیٰ صاحب۔ نائب امیر: حافظ غلام سرور صاحب۔ ۲ مولانا فیض الباری صاحب۔ ناظم عمومی قاری محمد صدیق صاحب۔ ناظم ۱ قاری عبد السلام صاحب ناظم: ۲ عمر سلطان صاحب۔ ناظم مالیات قاری عبد الباعث صاحب ناظم نشریات محمد احمد شاکر۔ سالار: غلام حیدر شاہ صاحب۔

جھنگ صدر۔ جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا یک روزہ

مورخہ ۱۳/ اگست ۱۹۷۵ء

عظیم الشان

کنونشن

بروز اتوار جامع مسجد مومن پورہ جھنگ صدر میں جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا ضلعی کنونشن منعقد ہوگا جس میں ضلع بھر سے جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن کثیر تعداد میں شرکت کریں گے۔ کنونشن سے جمعیۃ علماء اسلام

پنجاب کے رہنما:

قاری عبد السمیع صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب
مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ،،
مولانا محمد رمضان صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ،،
قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ ناظم انتخابات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
خواجہ عبد الرؤف صاحب سالار اعلیٰ پنجاب
شاعر حریت سید امین گیلانی صاحب۔

ملکی حالات
ملی مسائل
اور تنظیمی امور
پر
خطاب
فرمائیں گے

فون: ۶۷۷۱۵
ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

طلبائے مدارسِ عربیہ متوجہ ہوں

بیس (۲۰) بڑے مسلمان

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
مولانا رشید احمد گنگوہی
مولانا اشرف علی تھانوی
مولانا عبید اللہ سندھی
مولانا سید حسین احمد مدنی
مولانا محمد الیاس دہلوی
مولانا احمد علی لاہوری
مولانا ابو الکلام آزاد
مولانا سید محمد سلیمان ندوی
مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
مولانا محمد قاسم نانوتوی
شیخ الہند مولانا محمود حسن
علامہ محمد انور شاہ محدث کشمیری
مفتی کفایت اللہ دہلوی
علامہ شبیر احمد عثمانی
مولانا شیخ عبد القادر رائپوری
مفتی محمد حسن امرتسری
مولانا محمد علی جوہر
مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
سردار احمد خان پتافی

اس کتاب کی مقبولیت اور اہمیت کا اثر ہے کہ اتنی بڑی کتاب کا تیسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں مندرجہ بالا حضرات کی مستند سوانح کے علاوہ علم و عمل اور تزکیہ و تصوف، سیاست و مذہب اور علم و ادب کی ایسی چاشنی شامل ہو گئی ہے کہ کتاب ایک شیخ اور مربی کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مدظلہ نے سہارنپور اپنی بعد از عصر کی مجلس میں بالاستیعاب تمام کتاب کئی روز میں ختم کر کے مرتب کو ایسا خط لکھا جو مرتب کے لیے فخر کی پونجی ہے قیمت ۶۰ روپے

مدارس عربیہ کے طلبا سے ۵۰ روپے

قرآن مجید مترجم

ترجمہ مکمل
رئیس المحدثین والمفسرین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہ
مع
فوائد موضح الفرقان سورۃ البقرۃ و سورۃ النساء از حضرت شیخ الہند
بقیہ فوائد از شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ

یہ قرآن مجید پہلی دفعہ بجنور (یو پی انڈیا) سے شائع ہوا تھا جو اپنے ایجاز و اختصار اور جامعیت و استناد کے لحاظ سے مثالی ہے اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے مترجم اپنے وقت کے سب سے بڑے مجاہد، محدث، فقیہ اور عالم ربانی تھے۔ اور اس ترجمہ کی تکمیل بحالت جہاد باسارتِ فرنگ جزیرہ مالٹا میں ہوئی۔ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ نے اسے اصل سے عکس لے کر ایڈیشن آرٹ پیپر پر رنگین طبع کرایا ہے۔ عام ہدیہ ۷۵ روپے لیکن طلبائے مدارس عربیہ سے ہدیہ صرف ۵۵ روپے ہوگا

محدود تعداد میں موجود ہے

تاریخِ حدیث

از

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

ڈاکٹر برق صاحب کا شمار منکرین حدیث میں ہوتا رہا۔ آپ کی پیدائش و پرورش سنی گھرانے میں ہوئی۔ بعد میں "تحقیقات" کی روشنی میں دور نکل گئے لیکن خدا کے فضل و کرم نے ان کی دستگیری کی کہ انہوں نے ادھر ادھر کا چکر لگا کر اپنی گمشدہ متاع حکمت کو دوبارہ پالیا اور تلافیٔ مافات کے طور پر تاریخ حدیث لکھی اور حق یہ ہے کہ حق ادا کر دیا۔ ہمارے ناقص خیال میں طلبا حدیث کے لیے نادر اور انمول تحفہ ہے۔ عام قیمت ۱۵ روپے طلبا سے رعایتی ۱۲ روپے دس یکجا منگوانے پر ۱۰۰ روپے

ہر قسم پر پیشگی پوری آنی ضروری ہے۔ اسطرح محصول ڈاک کی مزید رعایت بھی ہوگی

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور